خانقاہ صفویہ

تاریخ اور خدمات کا اجمالی جائزہ

حسب حکم

عارف باللہ، داعی اسلام شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی حفظہ اللہ ورعاہ

محمد مجیب الرحمٰن علیمی

شاہ صفی اکیڈمی، خانقاہ عالیہ عارفیہ، سید سراواں شریف، الٰہ آباد (یو۔ پی)

خانقاہ صفویہ

تاریخ اور خدمات کا اجمالی جائزہ

حسب حکم

عارف باللہ، داعی اسلام

شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی حفظہ اللہ ورعاہ

تالیف

محمد مجیب الرحمٰن علیمی

شاہ صفی اکیڈمی، خانقاہ عالیہ عارفیہ، سید سراواں شریف، الہ آباد (یوپی)

E-mail:shahsafiacademy@gmail.com/Ph:7752976664

سلسلۂ مطبوعات نمبر (۹)

کتاب: خانقاہ صفویہ: تاریخ اور خدمات کا اجمالی جائزہ

تالیف: مولانا محمد مجیب الرحمٰن علیمی

تقدیم و تصحیح: مولانا حسن سعید صفوی

نظر ثانی: مولانا ذیشان احمد مصباحی، مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی

تزئین: ظفر عقیل سعیدی

سال اشاعت: ۲۰۱۵ء/۱۴۳۶ھ

ناشر: شاہ صفی اکیڈمی، خانقاہ عالیہ عارفیہ، سید سراواں، الٰہ آباد (یوپی)

قیمت: ۵۰/روپے

Khanqah-e-Safawia *(Tareekh aur Khidmaat ka Ijmali Jaeza)*

By: **Mohd. Mojibur Rahman Alimi**

Published by: Shah Safi Academy, Khanqah-e-Arifia

Saiyed Sarawan, Kaushambi, U.P.(India) 212213

انتساب

مسند نشین خانقاہ عالیہ عارفیہ

مرشد العلماء، مخدوم الصلحاء، عارف باللہ، مرشدی حضور داعی اسلام

شیخ ابو سعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی

أدام اللہ ظلہ علینا

کے نام

کیمیائیست عجب، بندگیٔ پیر مغاں

خاکِ او گشتم و چندیں درجاتم دادند

مشمولات

خدمات

افکار

فہرست حواشی

پیش لفظ

۲۰۱۰ء میں شاہ صفی اکیڈمی نے تصوف پر علمی، تحقیقی و دعوتی مجلہ کتابی سلسلہ ''الاحسان'' الہ آباد کی اشاعت کا پروگرام بنایا۔ اس کے مشمولات میں کئی ایک مستقل کالم متعین کیے گئے، جن میں ایک کالم ''شناسائی'' کے نام سے بھی تھا جس کے تحت ''الاحسان'' کے ہر شمارے میں کسی عظیم تاریخی خانقاہ کی خدمات اور اس کے موجودہ صاحب سجادہ کا انٹرویو شامل کرنا طے پایا۔

''الاحسان'' کے پہلے شمارے کے لیے صوبہ اتر پردیش کی قدیم مرکزی خانقاہ، خانقاہ صفویہ نظامیہ، صفی پور شریف کا انتخاب ہوا۔ اس قدیم خانقاہ کی تاریخ اور خدمات کا جائزہ پیش کرنے کی سعادت راقم الحروف کے حصے میں آئی۔ ''خانقاہ عالیہ نظامیہ صفویہ، صفی پور، تاریخ اور کارنامے'' کے عنوان سے ایک مختصر مقالہ تیار کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی صاحب سجادہ مخدوم گرامی حضرت شاہ اعزاز محمد صفوی عرف شمو میاں علیہ الرحمہ (۱۳۵۹ھ-۱۴۳۱ھ/ ۱۹۴۰ء-۲۰۱۰ء) کا انٹرویو لیا گیا، جس کے لیے راقم نے مخدوم گرامی حضرت مولانا حسن سعید صفوی اور محب گرامی مولانا ضیاء الرحمٰن علیمی کی رفاقت میں صفی پور شریف کا سفر کیا۔ مذکورہ مقالہ اور حضرت شمو میاں صاحب کا انٹرویو الاحسان کے پہلے شمارے اپریل ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔ قارئین الاحسان نے ان تحریروں کو خوب پسند فرمایا۔

۲۰۱۴ء میں مرشد گرامی حضور داعی اسلام کا حکم ہوا کہ اس مقالے کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے، میں کمر بستہ ہو گیا، پھر مخدوم گرامی حضرت مولانا حسن سعید صفوی کی خاص توجہ نے میری یاوری کی، آپ کی علمی و تاریخی اصلاحات اور ضروری حذف و اضافہ کے بعد مذکورہ مقالہ ''خانقاہ صفویہ، تاریخ اور خدمات کا اجمالی جائزہ'' کے نام سے اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کی علمی اصلاحات اور عمدہ پیش کش میں محب گرامی مولانا ذیشان احمد مصباحی اور مولانا ضیاء الرحمن علیمی اور مولانا رفعت رضا نوری کا بھی بھر پور تعاون اور مشورہ حاصل رہا۔ میں ان کا خاص طور پر ممنون ہوں، نیز اپنے ان تمام احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح میری مدد فرمائی۔

مرشد گرامی حضور داعی اسلام ادام اللہ ظلہ علینا کی خاص توجہ اور مخدوم گرامی حضرت مولانا حسن سعید صفوی کی علمی توجہات سے یہ کتاب اشاعت کے لائق ہوئی، ورنہ ''من آنم کہ من دانم''۔

امید ہے کہ تاریخ تصوف وصوفیہ سے دل چسپی رکھنے والے اور بطور خاص سلسلہ صفویہ نظامیہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کے حلقے میں اس کتاب کا استقبال کیا جائے گا۔

کتاب میں کسی طرح کی علمی، تاریخی یا لسانی فروگذاشت رہ گئی ہو تو اہل علم سے درخواست ہے کہ از راہ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ العزیز ان کے شکریے کے ساتھ کتاب کی اگلی اشاعت میں اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔

۱۱ر جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ

محمد مجیب الرحمٰن علیمی کان اللہ تعالیٰ لہ

خانقاہ عالیہ عارفیہ، سید سراواں شریف

تقدیم

(از: مخدوم گرامی حضرت **مولانا حسن سعید صفوی** ادام اللہ ظلہ علینا
ولی عہد: آستانۂ عالیہ عارفیہ، سید سراواں شریف

شمال ہند کے روحانی مراکز میں ضلع اناؤ کا قصبہ ''صفی پور'' (جو پہلے ''سائی پور'' کے نام سے موسوم تھا) اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔ علم و عرفان کے اس سنگم سے نامعلوم کتنے مراکز سیراب ہوئے۔ یہاں کے مشائخ نے گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر شریعت و طریقت اور تقرب وللّٰہیت کا وہ لافانی درس دیا کہ مخلوق خدا آج تک اس سے مستفیض ہو رہی ہے۔

دسویں صدی ہجری کے اوائل میں یہاں کی ایک شخصیت نے ایسا شجر ثمر بار لگایا جس کی شاخیں آج بھی تر و تازہ ہیں اور عالم کو فیض یاب کر رہی ہیں۔ شیخ الاسلام مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ (وصال: ۹۴۵ھ) کی شخصیت اپنی گوناگوں روحانی صفات اور جلیل القدر خدمات کے سبب تصوف و سلوک میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ ہی کے اخلاف میں تیرہویں صدی ہجری کی ایک قدآور شخصیت قطب العالم مخدوم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ (وصال: ۱۲۸۷ھ) کی ہے، جن کے خلفا و مریدین نے برصغیر میں اسلام کے حوالے سے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں جو تاریخ اسلام کے زریں باب میں شمار کرنے کے قابل ہیں۔ ان مشائخ کے تفصیلی

احوال وکوائف بیان کرنے کے لیے کافی وقت اور فرصت درکار ہے۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی صاحب نے لکھا تھا:

''صفی پور ضلع اناؤ میں بھی نظامیہ سلسلے کی بہت بڑی خانقاہ ہے اور یو پی میں صفی پوری مشائخ کے ذریعہ نظامیہ سلسلے کی بہت اشاعت ہوئی ہے۔''

(نظامی بنسری، ص ۵۰۷)

''الاحسان'' کے پہلے شمارے میں محب مکرم مولانا محمد مجیب الرحمن علیمی (ریسرچ اسکالر، الہ آباد یونیورسٹی) نے ''خانقاہ عالیہ نظامیہ صفویہ: تاریخ اور کارنامے'' کے عنوان سے ایک مبسوط مقالہ قلم بند کیا تھا جو اہل علم کے نزدیک بہت مقبول ہوا۔

''الاحسان (۱)'' کے شمارے ختم ہونے کے بعد اہل سلسلہ کا تقاضا تھا کہ یہ مضمون از سر نو رسالے کی صورت میں مرتب کیا جائے۔ چنانچہ حضرت پیر و مرشد گرامی عارف باللہ داعی اسلام حفظہ اللہ نے اس کو رسالے کی صورت میں مرتب کرنے کا حکم دیا۔ علیمی صاحب نے مقالے پر نظر ثانی کی، فروگذاشت کا تدارک کیا اور بہت سی مفید اور اہم معلومات کا اضافہ کر کے اسے رسالے کی صورت میں مرتب کر ڈالا۔ اب یہ رسالہ سلسلۂ عالیہ صفویہ کی تاریخ کے لیے دستاویزی حیثیت کا حامل ہو گیا ہے۔

ایک اور مقام پر خواجہ صاحب رقم طراز ہیں:

''صفی پور کے سلسلے کے ایک خلیفہ قل ہو اللہ شاہ صاحب تھے، جنہوں نے سلسلے کی بہت زیادہ اشاعت کی تھی''۔ (ایضا، ص: ۵۱۰)

افادۂ عام کی غرض سے رسالے کے آخر میں بطور ضمیمہ حضرت قطب عالم واقف سرِّ قل ہو اللہ شاہ عبد الغفور محمدی صفوی بارہ بنکوی قدس سرہٗ (۱۲۳۵-۱۳۲۴ھ) اور آپ کے خلیفۂ اجل سلطان العارفین حضرت شاہ عارف صفی محمدی صفوی قدس سرہٗ (۱۲۷۸-۱۳۲۰ھ) کی حیات و خدمات پر مشتمل ''خضر راہ'' میں شائع شدہ راقم

کے دومضامین بھی معمولی حذف واضافے کے بعد شامل کردیے گئے۔

سلسلۂ صفویہ سے متعلق قدیم کتب مثلاً ''عین الولایت'' و''مخزن الولایت والجمال'' (۱۲۸۶ھ) مؤلفہ حضرت مخدوم شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری (۱۲۵۹-۱۳۴۷ھ/ ۱۸۴۰-۱۹۲۸ء) اور ''تذکرۃ الاصفیا'' مؤلفہ حضرت درویش نجف علیہ (۱۳۴۹-۱۴۳۰ھ) اس کی تالیف وترتیب میں پیش نظر رہیں۔ بطور ماخذ ومرجع انہی کتابوں کی طرف زیادہ رجوع کیا گیا ہے۔ بعض چیزوں کی معلومات مکرمی حضرت شاہ نوازش محمد صفوی فاروقی صمدی میاں صاحب (زیب سجادہ خانقاہ صفویہ) اور برادر گرامی قدر شاہ افضال محمد فاروقی صاحب زید مجدہما سے ہوئی۔ نیز محترم ومکرم شاہ نیاز خادم صفوی صاحب نے بھی بعض قدیم شجرے اور معلومات بہم پہنچائی۔ ہم ان سب حضرات کے شکر گذار ہیں۔

مالک کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور حضرات مشائخ عظام قدست ارواحہم کے فیوض وبرکات سے ہمیں دونوں جہان میں شاد کام فرمائے۔

۱۲/ جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ

احقر حسن سعید صفوی غفرلہ

خانقاہ عالیہ عارفیہ، سید سراواں شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بانی سلسلۂ صفویہ حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ

صفی پور ضلع اناؤ کا قدیم ترین قصبہ ہے، جو اناؤ سے ۲۷ رکلومیٹر جانب مغرب میں واقع ہے اور اناؤ شمالی ہند کے کثیر آبادی والے صوبہ اتر پردیش کے دارالحکومت لکھنؤ سے جانب جنوب میں ۶۴ رکلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اس قصبہ کا پرانا نام ''سائی پور'' تھا۔ ساتویں صدی ہجری میں ایک کامل صوفی حضرت شاہ اکرم عثمانی سہروردی قدس سرہ (وصال: ۱۴ر شعبان ۶۷۵ھ) یہاں تشریف لائے، آپ کے ذریعے اس خطے میں اسلام کی تبلیغ ہوئی، آپ کی چوتھی پشت میں بانی سلسلۂ صفویہ حضرت شیخ عبدالصمد عرف مخدوم شاہ صفی قدس سرہ (۱) پیدا ہوئے، بعد میں یہ قصبہ

---

(۱) ''مآثر الکرام'' میں علامہ غلام علی آزاد بلگرامی نے مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ کا نام اس طرح تحریر فرمایا ہے: ''شیخ صفی الدین بن عبدالصمد بن شیخ علم الدین سائی پوری قدس سرہ از کمل اولیاء واکابر خلفا شیخ سعدالدین خیرآبادی است۔'' یہاں پر علامہ آزاد بلگرامی سے یہ تسامح ہوا کہ مخدوم شاہ صفی عبدالصمد قدس سرہٗ کے نام اور عرف دونوں میں فرق نہ کرتے ہوئے درمیان میں ''بن'' لگا دیا جو درست نہیں ہے۔ درست اس طرح ہے: شیخ صفی عبدالصمد بن مولانا علم الدین، جیسا کہ ''سبع سنابل''، ''عین الولایت'' اور دیگر مراجع میں مذکور ہے۔

آپ ہی کے نام سے موسوم ہوگیا اور آپ کی روحانی و دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنا اور اس طرح آپ سلسلۂ صفویہ کے بانی قرار پائے۔

خاندانی پس منظر

حضرت شیخ عبدالصمد مخدوم شاہ صفی قدس سرہ کے آباء واجداد ظاہری و باطنی خوبیوں کے مالک اور فقر ودرویشی کے امین تھے۔آپ کے والد گرامی حضرت مولانا علم الدین قدس سرہ سہروردی بزرگ تھے اور آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ زین الاسلام قدس سرہ سے اجازت وخلافت تھی، ان کو ان کے والد حضرت شاہ اکرم قدس سرہ نے اجازت وخلافت عطا کی تھی اور انہوں نے یہ روحانی دولت اپنے والد سے حاصل کی تھی۔

مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ کے آباواجداد مشرباً سہروردی تھے۔علوم ظاہری سے بھی مکمل حصہ رکھتے تھے، فقر ودرویشی مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ کو آباواجداد سے ملی تھی۔نسب کے لحاظ سے آپ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔

نسبی شجرہ

حضرت شیخ عبدالصمد عرف شاہ صفی بن حضرت مولانا علم الدین بن مولانا زین الاسلام بن شیخ اکرم بن مولانا شاہ علی بن مولانا شاہ نور بن مولانا شاہ عبداللہ قدست اسرارہم۔(عین الولایت، ص:۴۲)

اس کے بعد کا نسبی شجرہ تاہنوز راقم کو دست یاب نہ ہوسکا۔

تعلیم وتربیت اور اجازت وخلافت

ابتدائی تعلیم والد ماجد مولانا شاہ علم الدین قدس سرہ کے زیر سایہ صفی پور میں ہی ہوئی۔اعلیٰ تعلیم کی خاطر خیرآباد تشریف لے گئے اور شیخ الاسلام والمسلمین قطب عالم

مخدوم شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس سرہ (م: ۹۲۲ھ/ ۱۵۱۶ء) (۱) کے مدرسے میں داخل ہوئے اور حصول تعلیم میں سعی بلیغ فرمانے لگے۔ ایک روز قطب العالم شیخ سعد کی نظر آپ پر پڑی تو آپ کو بلایا اور نام پوچھا۔ آپ نے ''عبدالصمد عرف صفی بن مولانا علم الدین'' بتایا تو سکونت دریافت کی۔ آپ نے ''سائی پور'' بتایا۔ حضرت قطب العالم، مولانا علم الدین سے بخوبی واقف تھے۔ فرمایا کہ تم ہمارے پاس پڑھا کرو، کسی اور کے پاس مت پڑھو۔ ہم خود تمھیں تعلیم دیں گے۔ اس دن سے آپ حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر رہنے لگے اور ان سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ کچھ روز

---

(۱) شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم شیخ سعد بن بڈھن بن شیخ محمد، قصبہ اناؤ کے قاضی قدوہ کی اولاد میں سے تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی میں یکتائے زمانہ تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''اخبار الاخیار'' میں حضرت مخدوم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مرید شیخ میناست۔ بزرگ بود، حافظ حدود شریعت وآداب طریقت، ہمتے عالی داشت وموصوف بود بترک وتجرید۔ او نیز بر طریقۂ پیر خود حصور بود، ومولع بود بوجد وسماع۔ عالم بود بعلوم شریعت وطریقت۔'' (اخبار الاخیار، ص:۱۹۹)

علامہ غلام علی آزاد بلگرامی تحریر کرتے ہیں:

''بر طریقۂ حضرت مرشد حصور زیست وسالہا مسند تدریس و ارشاد را رونق بخشید۔ وشروح غرا بر متداولات بقلم آورد۔ مثل شرح بزودی وحسامی وکافیہ ومصباح وامثال آں۔ ومجمع السلوک نام شرحے بر رسالہ مکیہ نوشتہ۔ دریں کتاب ملفوظات وحالات شیخ مینا بسیار درج کردہ۔ مزار فائض الانوارش در خیرآباد حاجت روائے خلائق است۔''

آپ کے مشہور خلفا میں قاضی محمد منّ اللہ کاکوروی اور مخدوم شاہ صفی عبدالصمد صفی پوری کا نام آتا ہے۔ آپ شیخ مینا کی بارگاہ میں بیس سال تک حاضر رہے اور مرتبہ کمال حاصل کیا۔ غلام علی آزاد تحریر کرتے ہیں: ''دست ارادت بہ شیخ مینائے لکھنوی داد و ساغر لبریز از مینائے معرفت نوش کرد۔'' مرشد کے وصال کے بعد خیرآباد میں سکونت اختیار کی اور ۱۶؍ ربیع الاول ۹۲۲ھ/ ۱۵۱۶ء میں وصال ہوا۔

(عین الولایت، ص: ۵۸-۶۵)

بعد حضرت مخدوم نے فرمایا کہ تم باورچی خانے میں مت کھایا کرو، ہمارے ساتھ کھایا کرو۔ حضرت قطب عالم روزہ رکھا کرتے تھے۔ اکثر فاقہ کشی کرتے۔ دوسرے تیسرے روز کھانا تناول فرماتے۔ چنانچہ حضرت مخدوم شاہ صفی بھی آپ کے ساتھ کھانا کھانے لگے اور بھوک پیاس کی سختی برداشت کرنے لگے۔ اس دوران آپ نے استاذ گرامی کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔

(سبع سنابل، ص: ۸۰-۸۱، عین الولایت، ص: ۴۳)

آپ نے حضرت قطب العالم کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور آپ ہی سے خرقۂ خلافت پہنا۔ اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں بہت مقبول تھے۔ بارگاہ شیخ میں آپ کی مقبولیت کے بہت سے واقعات ''سبع سنابل'' اور ''عین الولایت'' وغیرہ معتبر کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اپنے پیرومرشد کی طرح آپ بھی مجردو حصور رہے۔ بڑے صاحب جلال تھے، جس پر نظر پڑ جاتی وہ دیر تک بے خود رہتا۔ عاجزی اور انکساری کا یہ حال تھا کہ حضرت مخدوم شیخ سعد کی خانقاہ میں ''صفیا'' نامی ایک غلام تھا، جب کوئی اسے آواز دیتا تو آپ جواب دے دیتے اور یہ خیال نہ فرماتے کہ آپ کو ''صفیا'' کون کہے گا۔ (عین الولایت، ص: ۴۵)

مولانا عبدالحی رائے بریلوی ''نزہۃ الخواطر'' میں حضرت مخدوم صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''كان مفرط الذكاء، جيد القريحة، سليم الذهن، سافر للعلم إلى خيرآباد ودخل فى مدرسة العلامة سعد الدين الخيرآبادى، وجدّ فى البحث والاشتغال، ثم بالأذكار والأشغال، حتى نال حظّاوافرا من العلم والمعرفة، ولبس من الشيخ المذكور الخرقة، وصار من أكابر المشايخ فى حياة شيخه، أخذ عنه خلق كثير من العلماء والمشايخ، منهم الشيخ نظام الدين الرضوى الخيرآبادى والشيخ فضل الله الجون

پوری وغیرهما، وكان سائر الذكر بعيد الصيت، أشهر العارفين قدرا وذكرا، تذكر له كشوف وكرامات۔ الخ (نزہۃ الخواطر، ۴/ ۳۶۵)

(آپ انتہائی ذہین، خوش طبع اور مثبت ذہن کے مالک تھے۔ حصول علم کے لیے خیرآباد کا سفر کیا اور علامہ سعد الدین خیرآبادی کے مدرسے میں داخل ہوئے، پہلے بحث ومباحثے میں اور پھر ذکر واذکار میں خوب محنت کی، یہاں تک کہ علم ومعرفت سے خوب خوب حصہ پایا۔ شیخ مذکور سے اجازت وخلافت بھی حاصل ہوئی اور ان کی حیات ہی میں اکابر مشائخ میں شمار ہونے لگے۔ شیخ نظام الدین رضوی خیرآبادی اور شیخ فضل اللہ جون پوری وغیرہ بہت سے علما ومشائخ نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ بے پناہ مقبول تھے اور آپ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ شہرت ومنزلت ہر لحاظ سے عظیم ترین عارف باللہ تھے، آپ کی طرف بہت سے کشف وکرامات منسوب ہیں۔)

حضرت مخدوم شیخ سعد بن بڈھن قدس سرہٗ کو حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی قدس سرہٗ (وصال: ۸۸۴ھ/ ۱۴۷۹ء) (۱) سے ارادت وخلافت تھی اور ان کو حضرت

(۱) قطب اودھ شیخ محمد بن قطب معروف بہ مخدوم شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ آپ کا نام ''مینا'' حضرت قوام الدین حاجی الحرمین نے رکھا۔ ۱۵ر سال کی عمر میں مخدوم شیخ سارنگ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور آپ ہی کی خدمت میں رہ کر مدارج عالیہ کو حاصل کیا۔ ۱۲ر سال کی عمر میں ہی مقام قطبیت پر فائز ہو گئے تھے، جس کا اظہار حضرت بدیع الدین مدار کے مرید قاضی شہاب الدین نے کیا۔ ۲۳ر صفر ۸۸۴ھ کو وصال ہوا، جیسا کہ آپ کے خلیفۂ اجل حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی نے اپنی تصنیف لطیف مجمع السلوک میں رقم فرمایا ہے۔ (ص: ۳) مولانا آزاد بلگرامی اور مولانا عبد الحی رائے بریلوی سے آپ کی تاریخ وفات نقل کرنے میں تسامح ہو گیا۔

آپ لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

ہر کہ خواہد چشم را بینا کند   سرمۂ خاکِ درِ مینا کند

مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہٗ (وصال: ۸۵۵ھ/ ۱۴۵۱ء) سے(۱)۔

حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہٗ کو حضرت مخدوم قوام الدین حاجی الحرمین قدس سرہٗ (وصال: ۸۰۶ھ) سے ارادت اور تلقین ذکر حاصل تھی اور حضرت مخدوم سید صدر الدین ابوالفضل راجو قتال قدس سرہٗ (وصال: ۸۲۷ھ) سے اجازت و خلافت حاصل تھی نیز حضرت مخدوم یوسف ایرچی قدس سرہٗ (وصال: ۸۳۴ھ) سے بھی اجازت تھی۔

حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس سرہٗ مختلف مشائخ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کو حضرت مخدوم جہانیاں جلال الحق بخاری قدس سرہٗ (وصال: ۸۵۷ھ) کی بھی صحبت

(۱) شیخ سارنگ، فیروز شاہ کے امرا میں نہایت ممتاز اور بلند عہدے پر فائز تھے۔ میر عبدالواحد بلگرامی، سبع سنابل میں رقم طراز ہیں:

''دوازدہ ہزار سوار چاکر ایشاں بود۔ فہمے وفراستے وکیاستے زائدالوصف داشتند۔'' (۱۲/ ہزار سوار آپ کے ماتحت تھے۔ آپ بہت سمجھدار، عقل منداور سوجھ بوجھ والے تھے۔) (سبع سنابل، ص: ۴۳)

جب حضرت جلال الحق بخاری اور حضرت سید ابوالفضل راجو قتال دونوں بھائی دلی تشریف لائے تو بادشاہ وقت کی طرف سے آپ خدمت پر مامور تھے۔ ان دونوں مخدوموں نے جذبۂ اطاعت الٰہی اور حب حقیقی کا شعلہ بھڑکا دیا تو آپ حضرت حاجی الحرمین قوام الدین عباسی (م: ۸۰۶ھ) کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پھر تارک الدنیا ہوکر حرمین شریفین کا قصد کیا اور مدتوں وہاں کی مجاورت کی۔ واپس ہندوستان تشریف لائے اور قصبہ ایرچ میں حضرت مخدوم یوسف ایرچی (م: ۸۳۴ھ) خلیفۂ حضرت مخدوم جہانیاں جلال الحق بخاری کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سلوک طے کیا اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔ اس درمیان مرشد ارادت حضرت قوام الدین کا وصال ہوگیا۔ وصال کے وقت آپ نے شیخ سارنگ کو یاد کیا مگر ملاقات نہ ہوسکی۔

لکھنؤ سے تقریباً ۴۰/ کیلومیٹر دور مجھگواں (جو ایک غیر آباد مقام تھا) میں سکونت پذیر ہوئے۔ حضرت سید راجو قتال نے خرقۂ خلافت اور دیگر انعامات سے سرفراز فرمایا۔ مخدوم شاہ مینا اور شیخ حسام الدین صوفی آپ کے خلیفہ تھے۔ ۱۷/ شوال ۸۵۵ھ مطابق ۱۱/ نومبر ۱۴۵۱ء میں ۱۲۰ سال کی عمر پاکر آپ کا وصال ہوا۔ مجھگواں شریف (ضلع بارہ بنکی) ہی میں آرام فرما ہوئے۔

حاصل تھی لیکن خلافت آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مخدوم سید صدرالدین ابوالفضل محمد راجوقتال قدس سرہٗ سے تھی۔

حضرت مخدوم جہانیاں جلال الحق بخاری قدس سرہٗ کو مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل تھی (۱)۔سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت تھی۔ان تمامی سلاسل کی اجازت وخلافت آج بھی خانوادۂ صفویہ میں مروج ہے۔

روحانی سلاسل

سلسلۂ عالیہ چشتیہ

حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ (۱۹ر محرم ۹۴۵ھ)

(۱) سید جلال الحق بخاری قدس سرہ کو سلسلہ قادریہ کی اجازت مخدوم محمد بن عبید غیثی سے اور سلسلہ سہروردیہ کی اجازت اپنے والد ماجد مخدوم کبیرالدین احمد بخاری سے اور سلسلہ چشتیہ کی اجازت حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی سے ملی۔آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید ابوالفضل صدرالدین محمد راجوقتال، حاجی الحرمین قوام الدین بن ظہیرالدین عباسی لکھنوی اور حضرت سید یوسف ایرچی کو ان تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔

حضرت حاجی الحرمین، خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی کے مرید تھے اور دمشق کے عظیم بزرگ شیخ قطب الدین دمشقی (م: ۷۸۰ھ) مصنف ''الرسالۃ المکیۃ'' سے بھی تلقین ذکر رکھتے تھے۔آپ کے بارے میں قاضی محمد ارتضا علی صفوی گوپاموی قدس سرہٗ ''فوائد سعدیہ'' میں تحریر کرتے ہیں:

''قدوۃ العارفین حضرت حاجی شاہ قوام الدین بن ظہیر الدین عباسی قدّس اللہ أسرارَہ وأفاض علینا أنوارَہ کہ مریدِ قطب المشائخ خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی وخلیفۂ سید السادات مخدوم جہانیاں قدس سرہما بودہ، ودرتربیت مریدان شانے عالی داشت۔سالہا درصحبت سید السادات ماندہ وبزیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً فائز گشتہ وآنجا اکثر مشائخ وقت را دریافت۔ودردمشق از شیخ قطب الدین دمشقی مصنف ''رسالہ مکیہ'' تلقین گرفتہ، واو راتجرید وتفرید بمرتبۂ کمال بود۔''

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس اللہ سرہ (۱۶ ربیع الاول ۹۲۲ھ)
حضرت شیخ محمد معروف بہ مخدوم شاہ مینا قدس اللہ سرہ (۲۳ صفر ۸۸۴ھ) (۱)
حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہ (۱۷ شوال ۸۵۵ھ) (۲)
حضرت صدر الدین محمد راجو قتال قدس اللہ سرہ (۱۶ جمادی الثانی ۸۲۷ھ)
حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الحق بخاری قدس اللہ سرہ (۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ)
حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس اللہ سرہ (۱۸ رمضان ۷۵۷ھ)
حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ (۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ)
حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس اللہ سرہ (۵ محرم ۶۶۴ھ)
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ (۱۴ ربیع الثانی ۶۳۳ھ)
حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس اللہ سرہ (۶ رجب ۶۳۲ھ)

سلسلۂ عالیہ قادریہ

حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ
حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ محمد بن قطب معروف بہ مخدوم شاہ مینا قدس اللہ سرہ
حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہ
حضرت سید ابوالفضل محمد راجو قتال قدس اللہ سرہ
حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الحق بخاری قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ محمد بن عبید غیثی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ شمس الدین عبید بن فاضل غیثی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ ابوالمکارم فاضل بن عبید غیثی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ ابوالغیث بن جمیل قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ شمس الدین علی بن افلح حداد قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ علی حداد قدس اللہ سرہ

حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ (۱۷ / ربیع الآخر ۵۶۱ھ)

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ محمد بن قطب معروف بہ مخدوم شاہ مینا قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہ

حضرت سید ابوالفضل محمد راجو قتال قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الحق بخاری قدس اللہ سرہ

حضرت خواجہ کبیر الحق والدین احمد بخاری قدس اللہ سرہ

حضرت جلال الدین میر سرخ بخاری قدس اللہ سرہ (۱۹ / جمادی الاولیٰ ۶۹۰ھ)

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرہ (۷ / صفر ۶۶۹ھ)

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ (۳۰ / محرم ۶۳۳ھ)

شجرۂ تلقین ذکر

حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیرآبادی قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ محمد بن قطب معروف بہ مخدوم شاہ مینا قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم شیخ یوسف ایرچی قدس اللہ سرہ

حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ امام الدین محمد گازرونی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ امین الدین گازرونی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ اوحد الدین عبداللہ بن مسعود بلیانی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ اصیل الدین شیرازی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ رکن الدین ابوالغنائم بن فضل بن ابوالقاسم قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ قطب الدین بن ابورشید احمد بن محمد ابہری قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ احمد غزالی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ ابوحفص عمر بن محمد عمویہ قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ ممشاد دینوری قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ سری سقطی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ داؤد طائی قدس اللہ سرہ
حضرت شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ
حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ
حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کے خلفا

آپ کے تمام خلفا صاحبان کمال اور ذی علم حضرات تھے۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں:

''خلفاء حضرت مخدوم شیخ صفی ہمہ اہل علم بودند، وایشاں ہیچ جاہلے را خلافت ندادند۔''　　　　(سبع سنابل، ص: ۸۲)

(حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ کے تمام خلفا عالم تھے۔ آپ نے کسی جاہل کو خلافت نہیں دی۔)

(۱) حضرت شیخ بندگی مبارک جاجموی قدس اللہ سرہ (خواہر زادہ وسجادہ نشین)

(۲) حضرت سید نظام الدین عرف مخدوم الہدیہ خیر آبادی قدس سرہ

(۳) حضرت شیخ شاہ فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہ

(۴) حضرت شیخ حسین محمد سکندر آبادی قدس اللہ سرہ

(۵) حضرت شیخ مبارک سندیلوی قدس سرہٗ

(۶) حضرت شیخ محمد مانوجکوری قدس سرہٗ

(۷) حضرت شیخ اللہ دیہ جنولی قدس سرہٗ

(۸) حضرت سید حسن محمد اودھی قدس سرہٗ

(۹) حضرت شیخ حاجی منڈھن آسیونی قدس سرہٗ

(۱۰) حضرت شیخ جان سانڈھوی قدس سرہٗ

(۱۱) حضرت سید ابراہیم بلگرامی قدس سرہٗ (والد حضرت میر عبد الواحد بلگرامی)

(۱۲) حضرت سید طٰہٰ بلگرامی قدس سرہٗ (عم محترم حضرت میر عبد الواحد بلگرامی)

(۱۳) حضرت شیخ پیارہ کنجوی قدس سرہٗ

(۱۴) حضرت شیخ ابوالفتح آسیونی قدس سرہٗ

(۱۵) حضرت شیخ جانو کاکوروی قدس سرہٗ

(۱۶) حضرت سید جیو موہانی قدس سرہٗ

(۱۷) حضرت شیخ عبد الغنی فتح پوری قدس سرہٗ

(۱۸) حضرت شیخ کمال الدین پھول قدس سرہٗ

اول الذکر چار خلفا سے سلسلہ صفویہ کا فروغ ہوا۔ ''عین الولایت'' میں حضرت شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کے چار خلیفہ سے سلسلہ جاری ہے:

(۱) بندگی شیخ مبارک سے، جو آپ کے بھانجے اور صاحب سجادہ ہیں۔

(۲) مخدوم الہدیہ خیرآبادی سے اور یہ سلسلہ حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہٗ کے واسطے سے یہاں (صفی پور میں) موجود ہے اور سعدی میاں بلگرامی قدس اللہ سرہٗ ان (مخدوم الہدیہ خیرآبادی) کی اولاد میں ہیں۔(۱)

(۳) حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی سے اور یہ سلسلہ بھی حضرت شاہ قطب عالم

---

(۱) سید نظام الدین معروف بہ شیخ الہدیہ بن سید میرن (چھوٹے مخدوم صاحب، خیرآباد) بچپن ہی میں اپنے والد کے ہمراہ مخدوم شیخ سعدالدین خیرآبادی قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مرید ہو گئے۔ مرشد کے اشارہ پر تحصیل علم کی خاطر پنجاب کا سفر کیا، واپسی پر معلوم ہوا کہ مرشد کا وصال ہو گیا۔ پیرومرشد نے اپنے خلیفہ مخدوم شاہ صفی قدس سرہ کو وصیت کی تھی کہ نظام الدین جب واپس آئیں تو تعلیم وتربیت کرنا اور خرقہ خلافت عطا کرنا۔ جب آپ مخدوم شاہ صفی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اس دن مخدوم شیخ سعدالدین قدس سرہ کا عرس تھا، مخدوم شاہ صفی نے مخدوم شیخ الہدیہ سے محفل میں چلنے کو کہا، آپ نے قوالی کے آلات کی وجہ سے اعراض کیا۔ مخدوم نے قوالوں کو آلات سے دور ہونے کا حکم دیا اور تھوڑی دیر کے بعد آلات نے خود ہی سرود شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی شیخ الہدیہ کیف میں آئے اور بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ مخدوم صاحب مجھکو اں گئے ہیں۔ شیخ الہدیہ بھی مجھکو اں گئے، مگر وہاں معلوم ہوا کہ مخدوم لکھنؤ گئے، جب شیخ لکھنؤ حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ صفی پور گئے اور شیخ جب صفی پور آئے تو معلوم ہوا کہ مخدوم خیرآباد گئے، شیخ الہدیہ صفی پور ہی میں مزدوروں کے ساتھ مخدوم کی خانقاہ کی تعمیر میں بغیر اجرت کے مصروف رہے کہ مخدوم خیرآباد سے واپس ہوئے اور فرمایا:

''شما بنائے خود مستحکم کردید۔'' (تم نے اپنی بنیاد پکی کر لی۔)

چھوٹے مخدوم صاحب کا دور اکبر بادشاہ کا دور ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے واسطے سے یہاں موجود ہے۔

(۴) حضرت شیخ حسین محمد سکندر آبادی سے، جو دہلی کے پاس ہے اور یہ سلسلہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی صاحب سنابل کی اولاد میں شائع ہے، جو بلگرام اور مارہرہ میں ہیں۔"(۱) (عین الولایت،ص:۵۵-۵۶)

وصال

حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ کا وصال شب دوشنبہ ۱۹رمحرم الحرام ۹۴۵ھ/ ۱۷رجون ۱۵۳۸ء میں ہوا۔

آپ کا سن وصال اکثر تذکرہ نگاروں نے ۹۳۳ھ لکھا ہے۔ علامہ غلام علی آزاد بلگرامی "مآثر الکرام" میں تحریر کرتے ہیں: "وفات شیخ صفی نوزدہم ماہ محرم ۹۳۳ھ"۔ "فوائد سعدیہ" میں علامہ قاضی ارتضا علی صفوی تحریر کرتے ہیں: "وفاتش ہژدہم محرم

(**گذشتہ سے پیوستہ**) بادشاہ کے کارندوں نے آپ کو پریشان کرنا چاہا اور دربار شاہی میں حاضر کیا۔ مگر بادشاہ اکبر آپ کے ہیبت وجلال کو دیکھتے ہی تعظیما کھڑا ہوگیا اور عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔

فیضی جو اکبر بادشاہ کا معتمد علیہ تھا اس نے آپ کو پریشان کرنے کے لیے مختلف طریقے اپنائے مگر عاجز رہا اور بالآخر آپ کا معتقد ہوگیا۔ ۷رربیع الاول ۹۹۳ھ میں آپ کا وصال ہوا اور خیر آباد میں مدفون ہوئے۔ فیضی نے آپ کے مرقد مبارک پر گنبد بنوایا، جو آج بھی موجود ہے اور آپ کے لیے قطعۂ تاریخ بھی کہا، جو روضہ شریف کی دیواروں پر نقش ہے۔

(۱) شیخ حسین محمد سکندر آبادی مخدوم شاہ صفی کے مرید وخلیفہ اور میر عبدالواحد بلگرامی کے مربی اور شیخ خلافت ہیں۔ پہلے آپ شراب نوشی کرتے تھے، اچانک جذبہ الٰہی آ پہنچا اور مختلف بزرگوں سے ملاقات کرتے ہوئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے روحانی اشارہ پر صفی پور پہنچ گئے۔ یہاں آپ کی روح کو سکون میسر آیا۔ آپ کی مرادیں پوری ہوئیں۔ دنیاوی مے کدہ سے نکل کر روحانی مے کدہ کے میخوار ہو گئے۔ ڈیڑھ سال تک شیخ کی صحبت میں رہنے کے بعد اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور اپنے وطن واپس ہونے کا حکم ملا۔ ۸رشعبان ۹۷۸ھ/۱۵۷۱ء میں وصال ہوا۔ (مزید حالات کے لئے سبع سنابل کی طرف رجوع کریں۔)

الحرام سنہ نہ صدوسی وسہ ہجری، ومزار مبارکش درسائی پورزیارت گاہ خلائق است۔“

میر عبدالواحد بلگرامی کے حوالہ سے آزاد بلگرمی نے مآثر الکرام میں تحریر کیا ہے کہ میر صاحب نے تاریخ وصال ”شیخ پاک“ کہی ہے۔ شیخ پاک کا عدد ۹۳۳ ہی نکلتا ہے۔ لیکن سلسلہ صفویہ کی عظیم علمی شخصیت حضرت شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری اپنی تصنیف ”عین الولایت“ میں تحریر فرماتے ہیں:

”وفات شریف سنہ نوسو پینتالیس (۹۴۵ھ) میں واقع ہوئی۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت شیخ ابوالفتح آسیونی کو خلیفہ کیا ہے تب مثال اجازت (خلافت نامہ) اپنے دست مبارک سے لکھ کر مرحمت فرمائی ہے۔ اس کے آخر میں لکھا ہے: ”کتبه صفی بن علم ۹۴۴ھ أربع وأربعين وتسع مأة۔“ اوراسی مثال کے حاشیہ پر حضرت شیخ ابوالفتح نے آپ کے اسم مبارک کے پاس اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ آپ کی وفات دوشنبہ کی رات کو محرم کی انیسویں تاریخ سنہ نوسو پینتالیس (۹۴۵) میں واقع ہوئی۔ یہ مثال حضرت امیر اللہ شاہ صاحب کے پاس موجود ہے اوراس پر آپ کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔ اس کا نقش یہ ہے: ”عبدالملک العلام صفی علم بن زین الاسلام“ اور مہر گولی ہے۔ اسی کے موافق جناب ماموں صاحب قبلہ (مولوی حکیم ہدایت اللہ مرحوم) خیرآباد سے خواہ کہیں اور سے حضرت شیخ پیارہ آپ کے خلیفہ کے مثال پر ان کا لکھا ہوا دیکھ آئے تھے۔ اسی حساب سے ”شیخ پاک بوذ“ اور ”مخدوم صفی زاہد ولی بوذ“ دونوں تاریخیں قدیم سے چلی آتی ہیں۔ جو لوگ ”بوذ“ کو ان دونوں میں سے نابود کرتے ہیں، محض بے سود کرتے ہیں۔ اسی حساب سے فقیر نے آپ کی تاریخ لکھی ہے:ـ

شاہ صفی حضرت عبد الصمد   رفت بہ جنت زسہ پنجی سرائے

مصرع تاریخ نوشتم عزیزؔ مرد خدا بود و ولی ہائے ہائے“

۹۴۵ھ

(عین الولایت، ص:۵۸)

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ میر صاحب نے تاریخ وفات ”شیخ پاک بود“ کہی ہے، مگر ناقلین سے لفظ ”بود“ سہواً رہ گیا۔ اس کی وجہ سے یہ خرابی آئے گی کہ شیخ ابوالفتح آسیونی آپ کے خلفاء سے خارج ہو جائیں گے کیوں کہ ”شیخ پاک“ کا عدد ۳۳ ہے اور خلافت کا سال ۹۴۴ ہے، مگر جب شیخ پاک کے ساتھ لفظ ”بود“ لگا دیا جائے تو ۹۴۵ کا عدد حاصل ہوتا ہے اور یہی درست ہے۔

○○○

مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ کے سجادگان

مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ اپنے پیر اور دادا پیر ہی کی طرح مجرد وحصور تھے۔ آپ نے اپنی ہمشیرہ بی بی خاصہ سے ان کے صاحبزادے حضرت بندگی شاہ مبارک فاروقی جاجموی کو بچپن ہی میں طلب فرمالیا تھا اور خود ہی ان کی تعلیم وتربیت فرمائی تھی۔ آپ ہی بعد میں صفوی مے کدہ کے پیر مغاں اور ساقی بنے۔ آپ کی اولاد میں آج بھی یہ روحانی سلسلہ جاری ہے۔

بندگی شیخ مبارک بن شیخ عبدالملک، مخدوم اعلیٰ جاجموی کی اولاد میں ہیں۔ آپ نسباً فاروقی ہیں۔سلسلۂ نسب حسب ذیل ہے:بندگی شیخ مبارک بن شیخ عبدالملک بن شیخ محمد (لدن) بن شیخ محمد (گدن) بن شیخ محمد جعفر بن شیخ محمد منجھلے بن شیخ محمد غوث شیخ محمد حق گو ملک یار پیران بن مخدوم شاہ اعلیٰ جاجموی بن قاضی سراج بن شیخ ابوالفتح بن شیخ محمد عمر بن شیخ ابوبکر بن شیخ عبدالقادر بن شیخ حسن زنجانی بن شیخ عبدالمجید بن شیخ عبدالکریم بن شیخ عبدالجلیل بن حضرت سیدنا عبداللہ بن امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جملہ پیرزادگان صفی پور آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ۲۴/رجب ۹۵۶ھ/۱۹/ اگست ۱۵۴۹ء کو آپ کا وصال ہوا۔مخدوم صاحب کے روضۂ مطہرہ کے پاس مدفون ہوئے۔

سجادگان کی بالترتیب فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) حضرت بندگی شیخ مبارک قدس سرہ (م:۹۵۶ھ)

(۲) حضرت بندگی شیخ اکرم بن بندگی شیخ مبارک قدس سرہ (م:۱۰۲۶ھ)

(۳) حضرت شیخ عبدالرحمن بن بندگی شیخ اکرم قدس سرہ (م:۱۰۴۷ھ)

(۴) حضرت شیخ عبدالواحد بن شیخ عبدالرحمن قدس سرہ (م:۱۰۷۵ھ)

(۵) حضرت شیخ زاہد بن شیخ عبدالواحد قدس سرہ (م:۱۰۹۵ھ)

(۶) حضرت شیخ بھولن میاں بن شیخ زاہد قدس سرہ (م:۱۱۰۴ھ)

(۷) حضرت شیخ عبداللہ قدس سرہ (م:۱۱۶۳ھ) (برادرزادۂ حضرت بھولن میاں)

(۸) حضرت شیخ محمد بن شاہ نعمت اللہ عرف شاہن میاں قدس سرہ (م:۱۲۰۴ھ) (برادرزادۂ حضرت شیخ عبداللہ)

(۹) حضرت شیخ ولی محمد بن شیخ محمد قدس سرہ (م:۱۲۳۳ھ)

(۱۰) حضرت شیخ نوازش محمد بن ولی محمد قدس سرہ (م:۱۲۸۹ھ)

(۱۱) حضرت شاہ ذوالفقار اللہ عرف شیخ الطاف محمد بن نوازش محمد قدس سرہ (م:۱۲۹۱ھ) (آپ کو حضرت مخدوم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔)

(۱۲) حضرت شیخ خادم محمد بن الطاف محمد قدس سرہ (م:۷/صفر ۱۳۲۶ھ) (آپ کو حضرت مخدوم شاہ محمد عزیز اللہ قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔)

(۱۳) حضرت شیخ نور محمد بن خادم محمد قدس سرہ (م:۲۶/ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ)

(۱۴) حضرت شاہ مطلوب صفی عرف شیخ اعزاز محمد بن نور محمد فاروقی معروف بہ شمّو میاں علیہ الرحمۃ (ولادت: ۱۵/شعبان ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء، وفات: ۲۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ/ ۵ مئی ۲۰۱۰ء، بروز چہارشنبہ)

(۱۵) حضرت نوازش محمد بن اعزاز محمد فاروقی عرف صمدی میاں مدظلہ (ولادت: ۲۱/ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ، موجودہ سجادہ نشین)

○○○

خانقاہ صفویہ کے چند فیض یافتگان

تصوف اور سلوک کی مشہور کتاب ''سبع سنابل'' کے مصنف حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ سرہٗ اپنے بچپن ہی میں حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ بعد میں مخدوم صاحب کے خلیفہ حضرت مخدوم محمد حسین سکندرآبادی نے میر صاحب کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ادا کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ میر عبدالواحد قدس سرہ تحریر کرتے ہیں:

''ایں فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است وخلافت از مخدوم شیخ حسین دارد۔ ومخدوم شیخ حسین یکے از خلفاے مخدوم شیخ صفی بودند''۔ (سبع سنابل،ص: ۸۲)

''مخدوم شیخ حسین را با پدر ایں فقیر اُلفتے ومحبتے تمام بود ومیان یک دیگر اخلاص و اختصاص کلی داشتند ۔ و پدر ایں فقیر نیز خلیفۂ مخدوم شیخ صفی بود۔ بدیں سبب ایں فقیر رجوع بہ مخدوم شیخ حسین کرد، ومخدوم شیخ حسین نیز عنایتہا ونوازش ہائے فراواں ارزانی داشتند کہ یار زادۂ ماست و جامۂ خلافت نیز پوشانیدند، اگرچہ فقیر را لیاقت ایں جامہ نبود، اما شکرانۂ درگاہ باری تعالیٰ می گذاریم کہ پیوندِ بیعت بایشاں درست داریم۔

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدا ما ہمہ بندہ و ایں قوم خداوندانند

(ایضاً،ص:۸۵)

ترجمہ: یہ فقیر مخدوم شیخ صفی کا مرید ہے اور اسے خلافت مخدوم شیخ حسین سے حاصل ہے۔ مخدوم شیخ حسین، مخدوم شیخ صفی کے خلیفہ ہیں۔
مخدوم شیخ حسین کو فقیر کے والد بزرگوار سے بڑی الفت و محبت تھی۔ اور ان دونوں کے درمیان بڑی قربت و اپنائیت تھی۔ فقیر کے والد بھی مخدوم شیخ صفی کے خلیفہ تھے۔ اسی وجہ سے میں نے شیخ حسین سے رجوع کیا۔ اس لیے مخدوم نے بھی بڑے الطاف وعنایات کا معاملہ فرمایا؛ کیوں کہ میں ان کا رفیق زادہ تھا۔ خرقۂ خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، اگرچہ فقیر اس کا اہل نہیں تھا۔ میں بارگاہ الٰہی میں شکر گذار رہوں کہ مخدوم سے میری نسبت غلامی درست ہے۔

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدا ما ہمہ بندہ و ایں قوم خداوندانند

(خدا نے ہمارا عہد و پیمان خوش گفتار محبوبوں کے ساتھ باندھا، ہم سب غلام ہیں اور یہ لوگ ہمارے آقا ہیں۔)

حضرت میر عبدالواحد قدس سرہٗ سلسلۂ برکاتیہ کے روحانی شیوخ اور خانوادۂ برکاتیہ کے آبا و اجداد میں آتے ہیں (۱)۔ خانقاہ مارہرہ میں مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ کا فیض آپ ہی کے واسطے سے پہنچتا ہے۔

---

(۱) میر عبدالواحد کے والد میر ابراہیم بن قطب الدین بن ماہرو بن بڈھ بلگرامی۔ میر بڈھ بلگرام سے باڑی چلے گئے اور ان کے پوتے میر قطب الدین (م: ۹۰۴ھ) نے سانڈی میں سکونت اختیار کی اور میر ابراہیم بن قطب الدین (م: ۹۳۴ھ) (میر صاحب کے والد) کو مخدوم شاہ صفی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ میر عبدالواحد ۹۱۲ھ یا ۹۱۵ھ میں سانڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی دو شادیاں تھیں؛ پہلی بیوی سے میر عبدالجلیل (م: ۱۰۵۷ھ) اور دوسری سے میر فیروز، میر یحییٰ اور میر طیب (م: ۱۰۶۶ھ) پیدا ہوئے۔ میر صاحب کے بڑے صاحب زادے میر عبدالجلیل (م: ۱۰۵۷ھ) نے مارہرہ کو قرارگاہ بنا کر اس قصبہ کو رشد و ہدایت کا مرکز بنا دیا۔ مارہرہ میں میر سید عبدالجلیل بلگرامی کے ذریعہ جو روحانی سلسلہ پہنچا، وہ آج بھی آب و تاب کے ساتھ باقی ہے اور تقریباً چار سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی اس خاندان کے قابل فخر وارثوں نے اس روحانی چراغ کی لو کو مدھم نہ ہونے دیا۔

سلسلۂ عالیہ قلندریہ کے مشہور بزرگ عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر (م:۱۲۲۱ھ/ ۱۸۰۶ء) نے بھی عالم معاملہ میں حضرت مخدوم شاہ صفی سے اخذ فیض کیا۔
(تذکرۂ گلشن کرم، ص:۳۰)

اسی طرح بعد کے دور میں سرزمین لکھنؤ کے نہایت مشہور محقق اور صوفی حضرت مولانا سید عبدالرحمن پنجابی لکھنوی قدس اللہ سرہٗ (۱) بھی سلسلہ صفویہ کے روحانی چشمہ سے سیراب ہوئے۔ آپ حضرت شاہ پیر بخش صفی پوری قدس سرہ کے اجازت یافتہ تھے۔

یوں ہی خانقاہ حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہٗ (مجھگواں شریف) کے سجادہ نشین حضرت شاہ دانش علی میاں بھی خانقاہ صفویہ کے بارہویں سجادہ نشین حضرت شاہ خادم محمد صفوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت شاہ دانش علی میاں علیہ الرحمہ کے صاحب زادے و سجادہ نشین حضرت سلطان عارف علی شاہ علیہ الرحمہ (۲) (وفات: ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ/ ۱۷/دسمبر ۲۰۰۸ء) با کمال ملامتی صوفی گزرے ہیں۔

---

(۱) مولانا سید عبدالرحمن لکھنوی (م: ۱۲۴۵ھ) اودھ کے مرجع خلائق بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ''انوار الرحمن بتنویر الجنان'' اور رموز و اسرار معرفت سے پر تصنیف ''کلمۃ الحق''، سلوک و تصوف کی مایہ ناز کتابوں میں شامل ہے۔ آپ کا روحانی سلسلہ مخدوم سید علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کو مختلف سلاسل میں اجازت حاصل تھی۔ سلسلہ عالیہ صفویہ میں آپ حضرت شاہ پیر بخش صفی پوری قدس سرہٗ سے مجاز ہیں، جو حضرت شاہ قدرت اللہ غوث الدہر قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔

(۲) سلطان محمد عارف علی شاہ مجھگواں شریف کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے، آپ اپنے زمانے کی ایک منفرد شخصیت تھے۔ آپ بظاہر تعلیم یافتہ نہیں تھے مگر باطنی خوبیوں، ظاہری حسن اور انسانوں کے دکھ درد کو محسوس کرنے والے قلب کے مالک تھے۔ ایثار و قربانی کا جذبہ از حد غالب تھا۔ یہ وہ خوبیاں تھیں جن کو دیکھ کر دیندار سے لے کر دنیا دار تک، عوام و خواص، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ، بڑے بڑے ادبا، شعرا اور ریسرچ اسکالرس آپ پر پروانہ وار نثار تھے۔ زمانہ قریب کی مایہ ناز ناولسٹ ادیبہ قرۃ العین حیدر بھی آپ کی خوبیوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یوں ہی درگاہ حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی قدس اللہ سرہٗ کے سجادہ نشین حضرت شاہ سجاد حسین علیہ الرحمہ (وفات: ۱۸؍صفر ۱۴۲۰ھ/ ۳؍جون ۱۹۹۹ء) کو حضرت شاہ دانش علی میاں سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

سلسلۂ صفویہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ دیگر خانقاہوں کے سجادگان بلکہ خود اپنے پیرخانے کے صاحب زادگان کی تربیت کرنے اوران کواجازت وخلافت عطا کرنے کا موقع میسرآیااور ملک کے بڑے بڑے علماودانشوروں کی روحانی تربیت کی ذمہ داری ادا کی۔

○○○

(گذشتہ سے پیوستہ) عینی آپا نے ادبی زبان اورعمدہ انداز میں آپ کا تذکرہ کیا ہے، اپنی مشہور زمانہ کتاب ''گردش رنگ چمن'' میں سلطان محمد عارف صاحب کے بارے میں جو چند مضامین انہوں نے قلم بند کیے ہیں وہ یہ ہیں: (۱) مارٹین کوٹھی (۲) بن ساگر کے باسی (۳) دریائے نور (۴) روم و تبریز (۵) جنگل میں جگنو (۶) قطب ستارہ وغیرہ۔ سلطان عارف صاحب اگرچہ بظاہر تعلیم یافتہ نہ تھے مگر صوفیہ کرام کے فارسی اشعار کافی تعداد میں حفظ تھے۔ قرۃ العین حیدر اپنا مشاہدہ یوں تحریر کرتی ہیں: ''ان کو بے شمار اردو فارسی اشعار یاد ہیں۔ اور رامائن کی چوپائیاں اور کبیر کے دوہے۔ ایک سہ پہر حجرے میں فرش پر لیٹے رومی کے اشعار سنا رہے تھے ہم نے پوچھا آپ نے فارسی ادب کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ کہنے لگے: ''ارے ہم نے اردو ئے کون سی پڑھی ہے جو فارسی پڑھتے''۔ یقین نہ آیا۔ بعد میں عربی باجی سے پوچھا، وہ بولیں: ''راجہ صاحب! اسے علم لدنی کہتے ہیں''۔

سلطان محمد عارف اسم بامسمّٰی تھے صرف اللہ کی معرفت ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ اللہ کے بندوں کے شریک غم بھی تھے اور مال واسباب سے ان کی مدد تو کرتے ہی تھے، ساتھ ہی اللہ کے بندوں کو اللہ کی معرفت سے روشناس کراتے اوراس کی رحمت سے قریب تر کرنے کی ہمہ وقت کوشش کرتے۔

قرۃ العین حیدر مزید لکھتی ہیں: ''ایک دیہاتی مسلمان حجرے میں داخل ہوا۔ میاں کے قدموں میں بیٹھ کر اپنی داستان الم بیان کرنے لگا۔ سر جھکائے سنا کیے پھر آہستہ سے بولے۔ دیکھو بندر کے بچے کی طرح جو اپنی ماں کو پکڑے رہتا ہے اپنے رب کو پکڑے رہو۔ بلی کا بچہ دیکھا ہے نا! کس طرح اپنے آپ کو اپنی ماں کے سپرد کر دیتا ہے؟ وہ اسے اپنے دانتوں میں دبوچے پھرتی ہے، بچھڑا تھن سے منہ لگاتا ہے اسے فوراً ماں کا دودھ مل جاتا ہے۔ میاں اس دیہاتی سے اسی کی زبان میں بات کر رہے تھے۔ بہرحال زبردست ماہر نفسیات ہیں۔ یہ صوفیا صدیوں سے عوام کے لیے سائیکٹرسٹ کا فریضہ انجام دیتے ہی رہے ہیں۔''

(گردش رنگ چمن، ص: ۵۴۱-۵۴۲)

خانقاہ صفویہ کے چند مشہور مشائخ اور ان کے کارنامے

حضرت شاہ قدرت اللہ غوث الدہر قدس اللہ سرہ

حضرت شاہ قدرت اللہ بن شیخ ہدایت اللہ قدوائی، مسولی ضلع بارہ بنکی کے قدوائی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حج کے درمیان کسی بزرگ نے صفی پور کا پتہ بتایا تھا، صفی پور آتے ہی مراتب عالیہ کا حصول آسان ہوگیا۔ حضرت مخدوم شاہ عبد اللہ قدس سرہ (ہفتم سجادہ نشین خانقاہ صفویہ) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوئے، بہت سارے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے ۱۷ ارنفوس قدسیہ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے خلفا میں جلیل القدر علما گزرے ہیں۔

خلفا

(۱) حضرت شاہ غلام نبی صفی پوری

(۲) حضرت مولانا شاہ نصیرالدین عرف سعدی میاں بلگرامی (وصال: ۱۲۴۱ھ) پیرومرشد افضل العلماء قاضی ارتضا علی صفوی گوپاموی

(۳) حضرت مولانا شاہ صلاح الدین گوپاموی

(۴) حضرت مولانا شاہ مصطفی علی خان گوپاموی (۱۲۳۴ھ) (والد گرامی افضل العلماء قاضی ارتضا علی صفوی گوپاموی)

(۵) حضرت مولانا شاہ مصباح اللہ خان گوپاموی

(۶) حضرت شاہ کفایت اللہ لکھنوی

(۷) حضرت شاہ نجابت علی لکھنوی

(۸) حضرت مولانا شاہ اکبر علی سندیلوی (خلف اکبر ملا احمد اللہ سندیلوی) (۱۲۲۰ھ)

(۹) حضرت مولانا شاہ حیدر علی سندیلوی (خلف اصغر ملا احمد اللہ سندیلوی) (۱۲۲۵ھ)

(۱۰) حضرت مولانا شاہ عبداللہ سندیلوی

(۱۱) حضرت شاہ غلام علی سدھوری

(۱۲) حضرت مولانا شاہ عشق حسین جہان آبادی

(۱۳) حضرت شاہ رضا میاں صفی پوری

(۱۴) حضرت شاہ نور دکنی گجراتی

(۱۵) حضرت مولانا شاہ غلام علی سوداگر صفی پوری

(۱۶) حضرت شاہ سبحان بلگرامی

(۱۷) حضرت شاہ پیر بخش صفی پوری (وصال: ۱۲۳۳ھ، جانشین)

۱۲/ رجب ۱۱۸۳ھ/ ۱۷۶۹ء کو آپ کا وصال ہوا (۱)۔ صفی پور ہی میں مدفون ہوئے۔ ۱۱/ ۱۲ رجب کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

صفی پور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ جو یہاں آیا وہ یہیں کا ہو کر رہ گیا، یہی وجہ ہے کہ اس تاریخی قصبہ میں ہر ہر قدم پر بزرگوں کے مزارات نظر آتے ہیں۔ اسی لیے اسے مدینۃ الاولیاء صفی پور شریف کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ہر درگاہ سے متصل ایک کنواں اور ایک مسجد ضروری طور پر موجود ہے۔ یہ مقامات جہاں ہم کو یہ بات بتاتے ہیں کہ ہمارے مشائخ کو شریعت مطہرہ کا کتنا پاس ولحاظ تھا وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ

(۱) صاحب بحر زخار نے آپ کی تاریخ وفات ۱۱/ رجب ۱۱۸۴ھ تحریر کی ہے۔ (بحر زخار، ص: ۴۵۹)

رند جو ظرف اٹھالیں وہی ساغر بن جائے
جس جگہ بیٹھ کے پی لیں وہیں مے خانہ بنے

حضرت شاہ افہام اللہ قدس سرہٗ

حضرت شاہ عبداللہ قدس اللہ سرہٗ کے دوسرے مشہور خلیفہ حضرت شاہ افہام اللہ ہیں۔ آپ بھی قدوائی تھے اور لکھنؤ کے قریب بھٹولی کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت سید شاہ عبدالرشید قادری امجھری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت امجھری علیہ الرحمہ حضرت غوث پاک کی روحانی اور نسبی اولاد سے ہیں۔ باطنی طور پر حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ نے حضرت افہام اللہ شاہ کو طلب کرلیا تھا۔ حضرت امجھری علیہ الرحمہ نے اپنے مرید و خلیفہ افہام اللہ شاہ کو صفی پور روانہ فرمایا۔ آپ نے صفی پور پہنچ کر حضرت شاہ عبداللہ قدس سرہ (ساتویں سجادہ نشین) سے اجازت و خلافت حاصل کی اور بانی خانقاہ حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہٗ سے فیض اویسی پایا۔ آپ سے خلق خدا کافی تعداد میں فیض یاب ہوئی۔ آپ نے آٹھ حضرات کو اجازت و خلافت سے نوازا۔

آپ کے خلفا

(۱) حضرت شاہ پیر محمد عرف چھیدی میاں قدس سرہٗ (۱۲۲۱ھ، جانشین)
(۲) حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر قدس سرہٗ (۱۲۵۱ھ، ساکن سانڈی، ہردوئی) (۱)
(۳) حضرت شاہ نصرت اللہ قدس سرہٗ (والد ماجد شاہ محمدی عرف غلام پیر قدس سرہ)
(۴) حضرت شاہ علیم اللہ نوتنوی قدس سرہٗ
(۵) حضرت شاہ امان اللہ لکھنوی قدس سرہٗ
(۶) حضرت حاجی شاہ کرم صفی صفی پوری قدس سرہٗ

---
(۱) حضرت مخدوم شاہ افہام اللہ کے خلفا میں آپ ہی کی ذات والا صفات سے سلسلۂ عالیہ کا فیض جاری ہوا۔

(۷) حضرت شاہ حسام الدین لکھنوی قدس سرہٗ

(۸) حضرت مولانا فضل عظیم خان صفی پوری قدس سرہٗ

حضرت شاہ افہام اللہ قدس سرہٗ مجرد تھے۔۲۱؍ربیع الاول ۱۱۹۶ھ/ ۶؍مارچ ۱۷۸۲ء بروز چہارشنبہ آپ کا وصال ہوا۔صفی پور ہی میں مدفون ہوئے۔آپ نے اپنے خلیفہ حضرت شاہ پیر محمد قدس سرہٗ کو جانشین مقرر فرمایا تھا۔

آپ کے سجادگان

(۱) حضرت شاہ پیر محمد معروف بہ چھیدی میاں (وصال: ۱۲۲۱ھ)

(۲) حضرت شاہ علی محمد عرف کرم میاں (وصال: ۱۲۲۷ھ) (۱)

(۳) حضرت مخدوم شاہ محمد حفیظ اللہ (وصال: ۲۲؍جمادی الاخریٰ ۱۲۸۱ھ)

(۴) حضرت شاہ امیر اللہ (۲)

(۵) حضرت شاہ خلیل اللہ عرف دامڑ میاں (صاحبزادۂ حضرت شاہ امیر اللہ)

(۶) حضرت شاہ عبدالقیوم عرف بسّن میاں (۳) (صاحبزادۂ حضرت شاہ خلیل اللہ) رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت مخدوم شاہ محمد حفیظ اللہ قدس سرہٗ

حضرت مخدوم شاہ محمد حفیظ اللہ کی ولادت ۱۲۰۱ھ صفی پور میں ہوئی۔آپ کا نسبی سلسلہ یوں ہے: شاہ محمد حفیظ اللہ بن شیخ فضل اللہ بن شاہ غلام پیر بن مخدوم عالم بن شیخ عبد الرسول بن شیخ دانیال بن شاہ عبدالرزاق بن شیخ محمد بن بندگی شیخ مبارک رحمہم اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) حضرت شاہ علی محمد عرف کرم میاں کے بعد پانچ سالوں تک درگاہ خالی رہی اس کے بعد حضرت شاہ محمد حفیظ اللہ قدس سرہ تشریف لائے اور درگاہ کا نظام از سر نو زندہ کیا۔

(۲) حضرت شاہ امیر اللہ، حضرت شاہ محمد حفیظ اللہ قدس سرہ کے بڑے صاحب زادے تھے۔ ۱۲۷۷ھ میں آپ خلافت وجانشینی سے سرفراز کئے گئے۔

(۳) بسّن میاں صاحب لاولد تھے۔

آپ سلسلہ قادریہ میں اپنے حقیقی چچا حضرت حاجی شاہ غلام یحییٰ قدس سرہ (۱۲۳۲ھ) سے بیعت تھے۔ حضرت حاجی شاہ غلام یحییٰ بن شاہ غلام پیر قدس سرہما اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ کو حضرت مولانا شاہ صلاح الدین گوپاموی (خلیفہ حضرت شاہ قدرت اللہ غوث الدہر) سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت شاہ حفیظ اللہ اپنے چچازاد بھائی حضرت شاہ غلام زکریا کے ساتھ حضرت صوفی عبد الرحمن لکھنوی کی مسجد میں رہتے تھے اور نواب غازی الدین بہادر کے سواروں میں ملازم تھے۔

تیس سال کی عمر میں یکا یک جذبۂ الٰہی سے سرشار ہوئے اور طلب رضائے مولیٰ میں سرگرداں ہو گئے۔ ایک دن خواب میں حضرت افہام اللہ شاہ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ میری درگاہ خالی ہے، تم یہاں آ کر بیٹھو۔ نوکری ترک کی، صفی پور حاضر ہوئے اور درگاہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ نسبت اویسی سے فیض یاب ہوئے۔ اس درمیان حضرت افہام اللہ شاہ کے باطنی اشارہ پر ان کے مرید و خلیفہ حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر قدس سرہٗ سانڈی سے آپ کو اجازت و خلافت سے نوازنے کے لئے صفی پور تشریف لائے اور حضرت افہام اللہ شاہ کے خرقہ سے بھی نوازا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کے چچازاد بھائی حضرت شاہ غلام زکریا صفی پوری قدس سرہ (۱) بھی لکھنؤ سے

---

(۱) حضرت شاہ غلام زکریا، حضرت شاہ غلام یحییٰ صفی پوری کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نہایت خوبرو اور خوش پوشاک تھے۔ بہت سے بزرگوں کی صحبت میں رہے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ اپنے والد ماجد کے مرید و خلیفہ اور جانشین تھے۔ والد ماجد کے علاوہ حضرت علامہ مرزا حسن علی محدث لکھنوی (۱۲۵۵ھ) مولانا سید عبد الرحمن لکھنوی، حضرت برحق شاہ اور کرم میاں صفی پوری قدس اللہ اسرارہم سے بھی اجازت و خلافت اور فیوض باطنی حاصل تھا۔ آپ نے صرف اپنے چچازاد بھائی مخدوم شاہ محمد حفیظ اللہ قدس سرہ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ ۲۲؍ربیع الآخر ۱۲۴۹ھ بروز چہار شنبہ کو واصل بحق ہوئے۔ مزار مبارک مہوبہ میں ہے۔ (عین الولایت، ص:۱۴۲-۱۴۳)

صفی پورتشریف لائے اورآپ کوغور سے دیکھا،قلبی اطمینان کے بعدآپ کوان تمام نعمتوں سے نوازا جن کوانہوں نے مختلف پیران طریقت سے حاصل کیا تھا اور اپنی طرف سے بھی اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔

آپ نے پچاس سال تک حضرت شاہ افہام اللہ کی خانقاہ میں متوکلانہ گزر بسر کیا۔اکثر مستغرق رہتے،آنے والوں کی بہتر تربیت فرماتے،معرفت الٰہی سے آگاہ کرتے۔آپ کو حضرت غوث پاک سے خاص نسبت تھی۔آخری زمانہ میں محویت کا غلبہ رہا۔سماع سنتے لیکن رقص نہ کرتے،مگر خوب روتے۔

آپ کے ملفوظات کے دومجموعوں کا ذکر ملتا ہے:

(۱) حفیظ الافہام،جمع کردۂ منشی یحییٰ علی خان رحمۃ اللہ (والد ماجد حضرت شاہ عزیزاللہ صفی پوری)۔

(۲) ہدیۂ صفویہ،جمع کردہ مولوی محمد احسن رحمہ اللہ،افسوس کہ دونوں نایاب ہیں۔

حضرت حفیظ اللہ شاہ قدس سرہ کا وصال ۲۲؍جمادی الاخریٰ ۱۲۸۱ھ/ ۲۳؍نومبر ۱۸۶۴ء دوشنبہ کی رات کو ہوا۔مزار مبارک حضرت شاہ افہام اللہ قدس سرہٗ کے روضہ کی پشت پر مرجع خلائق ہے۔

مجدد سلسلۂ صفویہ قطب العالم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ

یوں تو سلسلۂ صفویہ کے تقریباً تمام مشائخ اپنے آپ میں ایک عالم سمیٹے ہوئے تھے مگر ان میں سے بعض نے ایسا تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا ہے جن کے ذکر کے بغیر تاریخ صفی پور شریف نامکمل رہے گی۔ان میں سے چند کا تذکرہ گزرچکا۔اب اس عظیم شخصیت کا ذکر کیا جارہا ہے جس کو سلسلہ صفویہ کا مجدد کہا جاتا ہے،جن کے بارے میں اس سلسلے کے عظیم بزرگ حضرت شاہ قدرت اللہ قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد صفی پور میں ایک چراغ روشن ہوگا،جس پر ایک زمانہ شیفتہ اور پروانہ وار نثار ہوگا،

اس شمع ہدایت سے بہت سے طالبان راہ خدا مستفیض ہوں گے۔ وہ اپنا اور اپنے پیران طریقت کا نام روشن کرنے والا ہوگا۔

اس پیشین گوئی کے مصداق حضرت مخدوم عالم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ ہوئے۔ آپ ۱۲/رجب ۱۲۲۹ھ (جون ۱۸۱۴ء) کو دوشنبہ کی رات صفی پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت عطائے صفی عرف بڑے میاں تھا۔ آپ کے والد ہی کی طرح والدہ بھی بڑی پارسا اور خدارسیدہ تھیں۔

آپ حضرت بندگی شاہ مبارک کی اولاد میں ہیں۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

شاہ خادم صفی بن شاہ عطائے صفی بن شاہ محمد معصوم بن شاہ نہال بن شاہ عبدالحق بن شیخ دانیال رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اس کے آگے آپ کا اور آپ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم شاہ محمد حفیظ اللہ قدس سرہٗ کا شجرۂ نسب ایک ہے (جو مذکور ہوا)۔

والدہ کی طرف سے بھی آپ فاروقی تھے۔ آپ کے نانا شیخ فضل اللہ (والد ماجد حضرت شاہ محمد حفیظ اللہ قدس سرہٗ) تھے۔ مادری و پدری نسب نامہ میں صرف چند ناموں کا فرق ہے، والدہ کی طرف سے صرف پانچ پشتوں کے بعد حضرت شاہ بندگی مبارک پر دونوں نسب نامہ مل جاتا ہے۔

آپ مادرزاد ولی تھے، بچپن ہی سے آپ کی عادتیں عام بچوں سے الگ تھیں۔ بچپن میں حضرت شاہ غلام زکریا قدس سرہٗ نے آپ کی ایک خدمت گزاری پر خوش ہوکر فرمایا تھا کہ ہم نے حفیظ اللہ شاہ کو ایک امانت سپرد کردی ہے، بڑے ہونے کے بعد ان سے طلب کر لینا۔ بعد میں آپ حضرت حفیظ اللہ شاہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت سے نوازے گئے۔

آپ نے ضروری تعلیم حاصل کی اور عین شریعت کی طلب میں مصروف رہے۔ قرآن مجید کی تعلیم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ کے شاگرد حضرت

مولانا چراغ علی علیہ الرحمہ سے حاصل کی اور تصوف اور سلوک کی چند کتابیں مولانا حکیم ہدایت اللہ صفی پوری (شاگرد مرزا حسن علی محدث لکھنوی) سے پڑھیں۔

آپ نے ہر علم وفن میں کسی نہ کسی کو اپنا استاد بنایا۔علم برائے عمل حاصل کیا، ہمیشہ اس کو واسطہ خیال کیا اور اصل مقصد کو پیش نظر رکھا۔

احکام شرعیہ کے ابتدائی عمر ہی سے پابند تھے، ہمیشہ ہر سنت ومستحب پر نظر رکھتے تھے۔ مسائل شرعیہ کی نہایت تحقیق فرماتے تھے اور باوجود علم وآگہی علما سے ضرور استفسار فرماتے تھے۔ابتدا سے ہی دل طلب مولیٰ کے جذبہ سے سرشار تھا۔ باشعور ہونے کے بعد مرشد کامل کی تلاش ہوئی، اس وقت آپ کے ماموں حضرت مخدوم شاہ حفیظ اللہ قدس سرہ کا فیض جاری تھا۔

بیس سال کی عمر میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے۔ بیعت کے بعد حالت مزید بدل گئی ،صرف یادالٰہی سے کام تھا، اسی عمر میں چچا کی صاحب زادی سے آپ کا عقد مسنون بھی ہوگیا۔ازدواجی زندگی میں مصروف ہونے کے باوجود طلب مولیٰ کے جذبے میں کوئی کمی نہ آئی۔مجاہدات وریاضات کے پہلے ہی سے عادی تھے، اس کے باوجود مرشد کے حکم کے مطابق اس راہ میں مختلف قسم کی شدتیں برداشت کرنی پڑیں اور ایک دن ان تمام مجاہدات شاقہ کی تپش سے کندن ہوگئے۔ بالآخر ماہ ذی قعدہ ۱۲۵۵ھ/ جنوری ۱۸۴۰ء بروز جمعہ مرشد گرامی نے تمام روحانی نعمتوں سے نوازا اور اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ سیرت نبوی کے آئینہ دار تھے، خلافت واجازت کے بعد مسند ارشاد پر فائز ہوگئے اور رشد و ہدایت کا عظیم کارنامہ انجام دیا۔آپ کی بارگاہ میں طالبین کی ایک بڑی جماعت ہمیشہ موجود رہتی۔ آپ ان کی تعلیم وتلقین کو اپنا دینی فریضہ خیال کرتے۔تربیت وتزکیۂ نفس میں اکثر اوقات گزارتے۔

خلافت کے بعد سے آخر وقت تک (تقریباً ۲۲ر سال) صفی پور سے باہر تشریف نہ لے گئے۔ ہمیشہ خلق خدا کو معرفت الٰہی سے روشناس کرایا، ناقصوں کو کامل اور کاملوں کو رہنما بنانے کا کام انجام دیا۔

۲۴ر نفوس قدسیہ کی مکمل تربیت وتزکیہ کرنے کے بعد ان کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ جن میں سے تمام کے تمام اپنے وقت کے کامل مرشداور مکمل رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے دست حق پرست پر ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ تائب ہوئے اور ان کے ذریعے طالبین مولیٰ نے اپنے مقصد حیات تک رسائی حاصل کی۔

کعبۃ العشاق باشد ایں مقام　　　ہر کہ ناقص آمد ایں جا شد تمام

آپ کے خلفا

(۱) حضرت خلیفۃ اللہ شاہ عرف شاہ امیر احمد (جانشین) (۱)

(۲) حضرت ذو الفقار اللہ شاہ عرف الطاف محمد صفی پوری (آپ حضرت مخدوم شاہ صفی کے گیارہویں صاحب سجادہ ہیں۔)

(۳) حضرت کریم اللہ شاہ عرف کریم بخش صفی پوری (۲)

(۴) حضرت شاہ عظمت اللہ خان افغان فرخ آبادی

(۵) حضرت حبیب اللہ شاہ عرف رمضان خان بانگرمؤی ثم سیتل گنجوی

(۶) حضرت یقین اللہ شاہ عرف سید قمر علی پنجابی ثم لکھنوی

(۷) حضرت عطاء اللہ شاہ عرف عطا حسین صفی پوری

---

(۱) حضرت شاہ امیر احمد قدس سرہ اپنے پیر ومرشد شیخ العالم حضرت شاہ خادم صفی قدس سرہ کے جانشین، داماد اور چچازاد بھتیجے ہونے کے ساتھ خالاتی بھائی تھے۔ پیر ومرشد نے آپ کے حق میں فرمایا تھا کہ میرے فرزند، لخت جگر اور جان ومال کے مالک ہیں۔ (عین الولایت، ص:۲۵)

(۲) آپ حضرت قطب العالم کے اولین خلفا میں ہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۸) حضرت عنایت اللہ شاہ صفی پوری

(۹) حضرت مولانا حافظ شاہ عبدالرحمن ترہوانی

(۱۰) حضرت مظہر اللہ شاہ عرف سید مظہر حسین لکھنوی

(۱۱) حضرت اہل اللہ شاہ عرف مشرف علی دہلوی ثم میرٹھی

(۱۲) حضرت مبارک اللہ شاہ عرف مبارک حسین

(۱۳) حضرت ظہور اللہ شاہ عرف اجپل شاہ ملتانی

(۱۴) حضرت مولانا حافظ شوکت علی سندیلوی

(۱۵) حضرت شاہ سعادت علی خان رام پوری

(۱۶) حضرت امیر اللہ شاہ اناوی

(۱۷) حضرت شرافت اللہ شاہ آسیون، اناوَ

(۱۸) حضرت نور اللہ شاہ عرف نور محمد خان گھاتم پور، کانپور

(۱۹) حضرت اسد اللہ شاہ عرف چودھری محمد خصلت حسین سندیلوی

(۲۰) حضرت صاحب سرّقل ہو اللہ شاہ عبدالغفور محمدی بارہ بنکوی

(۲۱) حضرت مراد اللہ شاہ عرف مدار بخش کھیری لکھیم پوری

(۲۲) حضرت کلیم اللہ شاہ عرف فرزند حسن نیوتنوی، اناوی

(۲۳) حضرت مظہر اللہ شاہ عرف سرفراز علی سانڈوی

(۲۴) حضرت وجہ اللہ شاہ عرف مولوی فیض محی الدین ہردوی

(۲۵) حضرت کرامت اللہ شاہ بانگرمؤی

(گذشتہ سے پیوستہ) پیرو مرشد کی حیات ہی میں ۱۸/ذوالقعدہ ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کے صاحب زادے مولانا شاہ بقاء اللہ رحمہ اللہ (م: ۱۳۶۲ھ) آپ کے جانشین ہوئے۔ آپ سے سلسلے کو کافی فروغ ملا۔ سلسلۂ صفویہ کی شاخ بقائیہ آپ ہی سے منسوب ہے۔

(۲۶) حضرت رحیم اللہ شاہ عرف سالار بخش کانپوری

(۲۷) حضرت احسان اللہ شاہ صفی پوری

(۲۸) حضرت خوب اللہ شاہ اناوی

(۲۹) حضرت سید شاہ یعقوب علی ترکواسی گڑگاؤں، دہلی

(۳۰) حضرت شاہ محمد شفیع صفی پوری (۱)

(۳۱) حضرت برحق اللہ شاہ حقانی اناوی

(۳۲) حضرت شاہ نیاز حسین بانگرموی

(۳۳) حضرت انوار اللہ شاہ عرف نور محمد محمودنگری لکھنوی

(۳۴) حضرت کفایت اللہ شاہ بلہوری، کانپوری

(۳۵) حضرت سید یعقوب علی موہانی موہان اناؤ

(۳۶) حضرت اظہار اللہ شاہ عرف نیاز محمد صفی پوری

(۳۷) حضرت خلیل اللہ شاہ عرف حکیم خلیل الدین خان طبیب لکھنوی ثم الہٰ آبادی

(۳۸) حضرت روح اللہ شاہ عرف مولوی حسین علی صفی پوری ثم سندیلوی

(۳۹) حضرت احمد اللہ شاہ عرف احمد علی صفی پوری

(۴۰) حضرت بشارت اللہ شاہ صفی پوری

(۴۱) حضرت عین اللہ شاہ عرف خلیل احمد صفی پوری

(۴۲) حضرت عزیز اللہ شاہ عرف منشی محمد ولایت علی خان صفی پوری قدست اسرارہم

حضرت مخدوم العالم نے ان ۴۲ ر نفوس قدسیہ کے علاوہ مزید ۲۹ ر مردوں اور ۷ ر عورتوں کو شربت نوش فقیر بنایا۔ آپ نے خود بھی فقیری کا اعلیٰ نمونہ بن کر دکھایا۔ ۱۲۵۵ھ میں جب حضرت حفیظ اللہ شاہ نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا تو آپ

(۱) آپ حضرت شاہ حفیظ اللہ قدس سرہ کے داماد تھے۔ (عین الولایت، ص: ۲۵)

نے اپنی تمام جائداد یہاں تک کہ ذاتی گھر بھی مرشد کو نذر کر دیا اور خود مرشد کے گھر میں رہنے لگے۔

حضرت شاہ خادم صفی قدس سرہٗ نے عمر کی ۵۸ بہاروں کو دیکھا تھا۔آپ نے اپنی زندگی کے اکثر حصے سخت عبادت و ریاضت اور تنگی میں گزارے۔آپ ۱۲۷۷ھ کے بعد مسلسل بیمار رہے اور درمیان میں والدہ کے اصرار پر علاج و معالجہ کی غرض سے لکھنؤ اور کان پور جانے کا اتفاق ہوا۔

ایام علالت میں پیر و مرشد کی عیادت بھی حاصل رہی،مرشد کی دعا کی برکت سے ایک بار مکمل صحت یاب بھی ہوئے جس کے شکرانے میں مرشد کے وصال (۱۲۸۱ھ) کے بعد مزار شریف پر چادر پیش کیا اور اپنے مرشد زادہ حضرت شاہ امیر اللہ کو عمامہ، پیرہن اور کچھ نقد نذر کیا۔

آپ مستقل صفی پور شریف ہی میں قیام پذیر رہے۔سوائے چند ایک مقامات کے کہیں بھی تشریف نہ لے گئے۔کان پور آنے جانے کے درمیان جاجموٗ میں حضرت مخدوم شاہ اعلیٰ جاجموی قدس سرہ کی درگاہ میں حاضری ہوئی جو آپ کے اجداد میں آتے ہیں (جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے) (۱)۔

کان پور میں قیام کے درمیان حضرت شاہ غلام رسول نقشبندی قدس سرہ سے دلچسپ ملاقات ہوئی۔گفتگو کے درمیان آپ نے حضرت شاہ غلام رسول نقشبندی قدس سرہ سے فرمایا کہ آپ کا گھر بے رونق لگ رہا ہے؟ اس کے دو یا تین روز کے بعد حضرت نقشبندی قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔

---

(۱) حضرت مخدوم شاہ اعلیٰ جاجموی کی درگاہ پر جب پہلی بار آپ حاضر ہوئے تو بہت ساری قبروں کا لحاظ نہ کیا اور ان پر پاؤں رکھتے ہوئے داخل ہو گئے۔خلاف عادت یہ عمل دیکھ کر لوگوں کو حیرانی ہوئی۔تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ ان قبروں میں کوئی مدفون نہیں ہے۔تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ماضی میں امراء وقت، صلحاء کی قبروں کے قریب دفن ہونے کی خواہش کرتے تھے، ان کو دور رکھنے کے لئے لوگوں نے بہت سی مصنوعی قبریں بنا دیں تھیں۔(مخزن الولایت، ص ۴۲)

آپ روپئے پیسے کو ہاتھ سے نہ چھوتے مگر محفل سماع میں جب کوئی نذر دیتا تو کبھی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر قوال کے سامنے کر دیتے اور کبھی خود دست مبارک سے اٹھا کر دے دیتے، یا پیرو مرشد کو اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے کو جب نذر دیتے تب ہاتھ لگاتے۔

آپ کی نظروں میں بڑی تاثیر اور جاذبیت تھی۔ سید ارادت حسین صاحب اثناعشری محفل سماع میں ہنسے، آپ نے پلٹ کر دیکھا وہ فوراً تڑپنے لگے۔ محفل کے بعد سنی ہو کر مرید ہو گئے۔ ان کے اعزّہ انہیں مجتہد تک لے گئے لیکن کچھ نہ ہوا، آخر مجتہد نے کہا کہ ان پر پڑھا ہوا جن سوار ہے۔ (عین الولایت، ص: ۲۳-۲۴)

اس طرح کے بے شمار واقعات ہمیشہ رونما ہوتے رہتے۔

آپ کے ملفوظ کے دو مجموعے ہیں:

(۱) نغمۂ طریقت، جو آپ کے خلیفہ حضرت شاہ محمد شفیع قدس سرہ نے جمع کیا ہے اور نایاب ہے۔

(۲) مخزن الولایت والجمال (۱۲۸۶ھ)، اسے آپ کے جلیل القدر خلیفہ، مخدوم شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری قدس سرہ نے فارسی زبان میں جمع کیا۔ یہ اپنی نوعیت کا منفرد ولاجواب ملفوظ ہے۔ اس میں آپ کی سوانح کے ساتھ آپ کے خلفا کے بھی مختصر حالات درج ہیں۔ ۱۳۰۰ھ میں مطبع انوار محمدی، لکھنؤ سے طبع ہوا۔ اردو ترجمہ بھی پاکستان سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔

آپ کی وفات ۱۳/ رجب ۱۲۸۷ھ مطابق ۹/ اکتوبر ۱۸۷۰ء بروز یک شنبہ ہوئی۔ صفی پور ہی میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار مقدس آج بھی مرجع خلائق ہے۔

○○○

خانقاہ صفویہ کی علمی ودعوتی خدمات

خانقاہ صفویہ کے بانی مخدوم شاہ صفی سے آج تک کے تمام مسند نشینوں کے خلفا و مریدین کی تعداد شمار سے باہر ہے۔صرف خلفا کی ہی فہرست تیار کرنا دشوار ہے،مریدین و مستفیدین کی تعداد کا تعین تو بہت دور کی بات ہے۔ایسے میں اس سلسلے کے علما و مشائخ کے ذریعے کی گئی ان کی دعوتی و تبلیغی خدمات کا جائزہ کتنا مشکل ہے،اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مخدوم شاہ صفی قدس سرہ کی وفات کو پانچ صدیاں گزر گئیں مگر صفی پور سے رشد و ہدایت کا کام بحمدہ تعالیٰ مسلسل جاری ہے۔ ہر دور میں کفر وشرک میں ڈوبے ہوئے ہزاروں بندگان خدا اس عظیم آستانے سے وابستہ ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ لاکھوں کی تعداد میں اولاد آدم نے اپنی گناہوں سے آلودہ زندگی سے توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کیا اور یہاں کے مشائخ نے ہزاروں نفوس کو عالم انسانیت کی رہبری و رہنمائی کے لائق بنایا۔ یہ وہ خدمات ہیں جن کو تفصیلاً تحریر کا جامہ پہنانا ناممکن سا ہے۔ ویسے خانقاہ صفویہ کا یہ پہلو ایک تفصیلی و تحقیقی کتاب کا متقاضی ہے،لیکن سر دست ہم نے چند شخصیات کا تعارف کرانے پر اکتفا کیا ہے۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی (۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء)

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ جن کی تعلیم وتربیت اسی خانقاہ سے ہوئی، آپ کی تصنیف سبع سنابل کو اہل علم اور تاریخ دانوں کے درمیان مستند اور مسلم مقام حاصل ہے۔اس کتاب سے نہ صرف مشائخ کی سوانح اور کارناموں کا علم ہوتا ہے بلکہ سالکین وطالبین کے لیے علم ظاہر و باطن کے اسرار ورموز کی عقدہ کشائی بھی ہوتی ہے۔اس میں تصوف وعقائد کے مضامین سات سنابل میں بیان کیے گئے ہیں (سنبلہ سے مراد باب ہے)۔

حضرت سید شاہ حمزہ حسینی مارہروی قدس سرہٗ 'کاشف الاستار' میں فرماتے ہیں:

''باید دانست کہ درخاندان ما حضرت سند المحققین سید عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب کمال برخاستہ اند۔قطب فلک ہدایت ومرکز دائرۂ ولایت بود، درعلوم صوری ومعنوی فائق، واز مشارب اہل تحقیق ذائق، صاحب تصنیف وتالیف است۔ونسب ایں فقیر بہ چہار واسطہ بذات مبارکش می پیوندد۔''

(فتاوی رضویہ، ۲۸/ ۴۸۵)

(جاننا چاہیے کہ ہمارے خاندان میں حضرت سند المحققین سید عبدالواحد بلگرامی بڑے صاحب کمال ہوئے ہیں۔آپ فلک ہدایت کے قطب دائرۂ ولایت کے مرکز تھے۔علوم ظاہر و باطن میں فائق، محققین کے مشرب شناس، صاحب تصنیف وتالیف ہیں۔اس فقیر کا نسب چار واسطوں سے آپ کی ذات مبارک سے جاملتا ہے۔)

مزید اس کتاب کی عظیم خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اشہر تصانیف او کتاب سنابل ست در سلوک وعقائد، حاجی الحرمین سید غلام علی آزاد سلمہ اللہ در مآثر الکرام می نویسد وقتے در شہر

رمضان المبارک سنۃ خمس وثلثین ومائۃ و الف مولف اوراق در دارالخلافہ شاہجہان آباد خدمت شاہ کلیم چشتی قدس سرہ را زیارت کرد۔ ذکر میر عبدالواحد قدس سرہ درمیان آمد، شیخ مناقب و مآثر میر تادیر بیان کرد۔ فرمود: شبے در مدینہ منورہ پہلو بر بستر خواب گزاشتم، درواقعہ می بینم کہ من وسید صبغۃ اللہ بروجی معاً در مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باریاب شدیم ۔ جمعے از صحابہ کرام واولیائے امت حاضر اند، درینہا شخصے ست کہ حضرت بہ اولب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہا میزنند، والتفات تمام دارند۔ چوں مجلس آخر شد از سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت با او التفات بایں مرتبہ دارند؟ گفت: میر عبد الواحد بلگرامی ، وباعث مزید احترام اواینست کہ سنابل تصنیف او در جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبول افتادہ۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۲۸/ ۴۸۵-۴۸۶)

(سلوک وعقائد میں آپ کی مشہور تصنیف کتاب سبع سنابل ہے۔ حاجی حرمین سید غلام علی آزاد سلمہ، مآثر الکرام میں لکھتے ہیں: رمضان المبارک ۱۱۳۵ھ میں مؤلف اوراق نے دارالخلافہ شاہجہان آباد میں شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر آپ کی زیارت کی۔ درمیان گفتگو میر عبدالواحد کا ذکر آ گیا۔ حضرت شیخ نے کافی دیر تک میر صاحب کے فضائل ومناقب بیان کیے اور فرمایا کہ ایک رات میں مدینہ منورہ میں اپنے بستر پر لیٹا تھا، خواب دیکھا کہ میں اور سید صبغت اللہ بروجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں حاضر ہیں، صحابہ کرام اور اولیاے امت کی ایک جماعت بھی حاضر ہے، آپ کی مجلس اقدس میں ایک شخص موجود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے تبسم اور شیریں لبی کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں اور ان کی طرف

مکمل توجہ کیے ہوئے ہیں۔ جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا: یہ شخص کون ہے جس کی طرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس قدر توجہ فرما تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبدالواحد بلگرامی ہیں اوران کے اس قدر احترام کی وجہ یہ ہے کہ ان کی تصنیف ''سبع سنابل'' رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں مقبول ہوئی ہے۔)

ان کی اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ یوں خراج عقیدت پیش کی ہے:

''سید سادات بلگرام حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطریقین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف ، حجۃ الخلف سیدنا ومولانا میر عبدالواحد حسینی زیدی واسطی بلگرامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ السامی نے کتاب مستطاب سبع سنابل شریف تصنیف فرمائی۔'' (فتاویٰ رضویہ، ۲۸ / ۴۸۵)

حضرت قاضی ابوعلی محمد ارتضا صفوی گوپاموی (۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء)

علامہ قاضی ابوعلی محمد ارتضا بن احمد مجتبیٰ معروف بہ قاضی مصطفیٰ علی خان فاروقی صفوی گوپاموی کی ولادت ۱۱۹۸ھ/ ۱۷۸۴ء میں ہوئی۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں اپنے والد ماجد اورعلامہ حیدرعلی سنڈیلوی سے فراغ حاصل کیا۔ فن ادب مولانا محمد ابراہیم بلگرامی سے پڑھا۔ بحرالعلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی اور علامہ فضل امام خیرآبادی سے بھی استفادہ کیا۔ مشہور محدث وفقیہ علامہ محمد عابد سندی مدنی (م: ۱۲۵۷ھ) اورعلامہ عمر بن عبدالکریم مکی (م: ۱۲۴۹ھ) سے اجازت حدیث حاصل کی۔

عارف باللہ سید شاہ نصیر الدین سعدی بلگرامی قدس سرہٗ السامی (مرید وخلیفہ حضرت شاہ قدرت اللہ غوث الدہر قدس سرہٗ) کے دست اقدس پر بیعت کی اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء میں مدراس گئے، جہاں آپ کے والد ماجد قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے۔ والد ماجد کے بعد آپ اس اہم منصب پر فائز ہوئے۔ منصبی مصروفیات کے علاوہ درس وتدریس سے وابستہ رہےاور تلامذہ کی ایک عظیم جماعت یادگار چھوڑی۔

میر زاہد،صدرااور ملا جلال جیسی ادق کتابوں پر فاضلانہ حواشی قلم بندفرمائے۔

مشہورتصانیف حسب ذیل ہیں:

تنبیہ الغفول فی اثبات ایمان آباء الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فوائد سعدیہ، نفائس ارتضائیہ، فرائض ارتضائیہ، نقود الحساب، منحۃ السرّ اء فی شرح الدعاء، مدارج الاسناد اورشرح قصیدہ بردہ وغیرہ۔

۷رشعبان المعظم ۱۲۷۰ھ/ ۵رمئی ۱۸۵۴ء کوحج بیت اللہ سے واپسی کے وقت جہاز میں انتقال ہوا۔ حدیدہ (قریب جدّہ) میں مدفون ہوئے۔

(فہرس الفہارس والاثبات، ۱/ ۴۲۳-۴۲۴، نزہۃ الخواطر، ۷، ص: ۱۰۴۰-۱۰۴۱، مقدمہ منحۃ السراء)

علمی خدمات کے ذیل میں ہم نے دواہم شخصیات کا ذکر کیا ان نامور شخصیات کے علاوہ سلسلہ صفویہ کے فیض یافتگان میں مولانا شاہ اکبر علی بن ملّا حمد اللہ سنڈیلوی (۱۲۲۰ھ)، مولانا شاہ حیدر علی بن ملا حمد اللہ سندیلوی (۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء)، قاضی مصطفی علی خان فاروقی گوپاموی (۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء)، مولانا حافظ شاہ شوکت علی سنڈیلوی (۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء) جیسی نادر روزگار شخصیت بھی شامل ہے۔ ان نفوس قدسیہ کے علاوہ علما ومشائخ کی ایک طویل فہرست ہے جنھوں نے اپنے علمی ودعوتی کارناموں سے ایک جہان کومتاثر کیا ہے۔

○○○

خانقاہ صفویہ کی چند علمی شخصیات

خانقاہ صفویہ کے وابستگان میں ایک سے بڑھ کر ایک ماہ و نجوم ہوئے ہیں۔ اس مختصر جائزے میں سب کا احاطہ نہ مقصود ہے اور نہ ہی ممکن۔ سر دست مجدد سلسلۂ صفویہ حضرت شاہ خادم صفی قدس سرہ العزیز کے چند خلفا کا ذکر کیا جاتا ہے، جو علم و فن اور شعر و سخن کے حوالے سے یگانۂ روزگار تھے۔ سلسلۂ صفویہ کی تجدید و توسیع میں اگر حضرت شاہ خادم صفی قدس سرہ کا کلیدی کردار ہے تو دور اخیر میں ان حضرات کی وجہ سے سلسلے کی شہرت اور توسیع و اشاعت کا جو کام ہوا، وہ بھی ناقابل فراموش ہے۔

(۱) حضرت شاہ روح اللہ عرف مولانا شاہ حسین علی سندیلوی

مولانا حسین علی بن مولانا غلام مرتضیٰ سنڈیلوی اصل میں صفی پور کے رہنے والے تھے۔ اپنے نانہال سنڈیلے میں جا کر آباد ہوئے۔ بندگی شاہ مبارک قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ۱۲۴۰ھ/ ۲۵-۱۸۲۴ء میں سنڈیلہ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد ماجد اور علمائے فرنگی محل کی خدمت میں تحصیل علم کی اور فراغ حاصل کیا۔

صاحب نزہۃ الخواطر آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

الشيخ الفاضل حسين علي بن غلام مرتضىٰ العمري السنديلوي، كان أصله من صفي پور، ولد بسنديله سنة أربعين و مئتين و ألف،

وقرأ العلم علىٰ والده ثم دخل لكهنؤ وأخذ عن علمائها، ثم تصدّر للتدريس۔ وله مصنفات، منها: ديوان الشعر، وشرح أربعين كافا وغيرهما۔ توفي سلخ جمادى الآخرة سنة إحدى عشرة وثلاث مئة وألف۔ (نزہۃ الخواطر:۸/۱۲۱۶)

(مولانا حسین علی بن غلام مرتضیٰ عمری سنڈیلوی کا خانوادہ اصلاً صفی پور کا تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۰ھ میں سنڈیلہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، پھر لکھنؤ گئے اور وہاں کے علما سے اکتساب کیا۔ پھر تدریس شروع کی۔ آپ کی تصنیفات میں ایک شعری دیوان اور شرح چہل کاف وغیرہ ہیں۔ اواخر جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ میں وفات پائی۔)

تذکرۂ علماے ہند میں مولوی رحمٰن علی نے آپ کی تصنیفات کے ذیل میں ''آمدنامہ منظوم'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ (ص:۴۹)

حضرت شاہ عزیز اللہ صفی پوری فرماتے ہیں:

''آپ بہت فاضل شخص ہیں۔ معقول ومنقول کی اکثر کتابیں مولانا خادم احمد فرنگی محلی (م:۱۲۷۱ھ) سے پڑھیں۔ فراغت کے بعد تصوف کی طرف مائل ہوئے اور حضرت شیخ محمد احسن سرہندی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت شاہ خادم صفی محمدی کا اسم گرامی سن کر مشتاق زیارت ہوئے اور اسی زمانے میں ایک خواب بھی دیکھا، فوراً حاضر خدمت ہوئے اور طالب ہوگئے۔ ۱۲۸۵ھ میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔'' (مخزن الولایت، ص:۶۹-۱۶۶)

حضرت شاہ محمد عزیز صفی پوری نے مخزن الولایت کا مقدمہ عربی زبان میں آپ ہی کے مشورے پر رقم فرمایا، جس میں سراپا کے وصف میں نظم کا اضافہ آپ نے فرمایا۔ خلافت کے بعد طبیعت نظم کی طرف مائل ہوئی اور تبھی سماع کا ذوق بھی پیدا

ہوا۔ ہر سہ زبان میں اشعار کہتے تھے۔اردو فارسی میں ''سرشار'' تخلص کرتے تھے۔درج ذیل غزل آپ ہی کی ہے:

آمد بر من دلبرے اعجاز نگاہے
عیسیٰ نفسے، داد رسے، غیرت ماہے
خورشید رخے، سرو قدے، زہرہ جبینے
جادو روشے، حور وشے، چشم سیاہے
غنچہ دہنے، گل بدنے، سرو روانے
یاقوت لبے، خوش لقبے، حسن پناہے
شیریں سخنے، سحر فنے، ہوش ربائے
زرّیں کمرے، سیم برے، طرفہ کلاہے
رنگیں منشے، بادہ کشے ،مست و ملیحے
نازک قدمے، نرم کفے، عشوہ نگاہے
فرخ شیم، آرام دلے، راحت جانے
دارد ز رخ و زلف بہم شام وپگاہے
سر تا بہ قدم قدرتِ حق، نورِ مجسم
سرشار بریں دعوئے من ہست گواہے

(۲) حضرت شاہ عین اللہ خلیل صفی پوری

حضرت شاہ خلیل احمد ابن صدیق احمد صفی پوری، مخدوم زادگان صفی پور میں سے تھے۔ پیرومرشد کے منظور نظر اور چہیتے مرید وخلیفہ تھے۔آپ سے سلسلۂ عالیہ کا فیض بہت عام ہوا۔ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی اور حضرت شاہ نعیم عطا

سلونی رحمہا اللہ کو صفوی فیضان آپ ہی کے ذریعے ملا۔

آپ کے خلفا میں حضرت شاہ محمد احسان اللہ عرف کملی شاہ رحمہ اللہ (م:۱۳۵۵ھ) کا بھی نام نامی آتا ہے، جن کے صاحب زادے حضرت عین اللہ شاہ رحمہ اللہ (م: ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء) سے بمبئی واطراف میں ایک زمانہ فیض یاب ہوا۔

حضرت خلیل میاں قدس سرہ کی تالیفات میں ایک رسالہ ''ارشاد خادمی'' (جس میں اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات کو سوال و جواب کے طریقے پر جمع فرمایا ہے) اور فارسی، اردو اور ہندی دیوان موجود ہے۔

آپ تینوں زبانوں میں بہت عمدہ کہتے تھے۔ ذیل میں آپ کے فارسی اور اردو کلام کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)

جلوہ بہ شکل مصطفیٰ، کرد کہ کرد یار کرد
شیوۂ عاشقی روا، کرد کہ کرد یار کرد
ہوش وقرار وصبر و دل، برد کہ برد یار برد
عشوہ و غمزہ و ادا، کرد کہ کرد یار کرد
از لبم اننی انا گفت کہ گفت یار گفت
باز چو قتل من روا، کرد کہ کرد یار کرد
درد و فراق و صد بلا، داد کہ داد یار داد
شکل خلیل خود نما، کرد کہ کرد یار کرد

(۲)

گِریَد چو شبنم شبہا دلِ من
از جوشِ عشق ست دریا دلِ من
در آرزویت شبہا طپیدہ
بسمل دل من، شیدا دل من

صدہاست چومن در بندِ زلفت
کافر نہ گشتہ تنہا دل من
چشم سیاہے، در یک نگاہے
بُرد ست باللہ از ما دل من

(۳)

اک طرف عشق میں یارب دلِ ناداں ہوجائے
یا تو آباد ہو یا کاش یہ ویراں ہوجائے
میں تو کیا ہوں کہ برہمن بھی اگر دھوکے سے
تیری صورت کو جو دیکھے تو مسلماں ہوجائے
کیمیا کیسی اور اکسیر کہاں تیری نگاہ
گر پڑے مؤر پہ واللہ سلیماں ہوجائے
عرض یہ ہے شہ خادم سے خلیل احمد کی
رنج سب دور ہوں اور عیش کا ساماں ہوجائے

(۳) شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری

حضرت منشی محمد ولایت علی بن امیر الانشاء منشی یحییٰ علی خان، ملقب بہ شاہ عزیز اللہ عزیزؔ صفی پوری کی ولادت ۶ /صفر ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۰ء کو اپنے ننھیال صفی پور میں ہوئی۔ پرورش و پرداخت لکھنؤ میں ہوئی، جہاں آپ کے آبا و اجداد شاہان اَودھ کے دربار سے منسلک تھے۔

آپ حضرت شاہ فتح علی (م: ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۷ء) (خلیفہ و جانشین مولانا سید عبد الرحمن لکھنوی قدس سرہ) کے مرید اور سلسلہ صفویہ کے مجدد حضرت مخدوم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ اور خلیفہ و مجاز تھے۔

غدر کے وقت لکھنؤ سے صفی پور منتقل ہوئے۔عربی، فارسی اوراردو میں کامل دسترس رکھتے تھے۔تینوں زبانوں میں نثر و نظم فی البدیہہ تحریر کرتے۔

آپ نے ۴۰ر سے زائد تصنیفات یادگار چھوڑیں۔فارسی نثر میں ''پنج رقعہ'' اور ''نثرہ'' وغیرہ آپ کی نثر نگاری کا شاہ کار اوراردو میں ''عقائدالعزیز'' کے نام سے عقائد پرنہایت ایمان افروز کتاب آپ کے علمی معیار کا ثبوت ہے۔

اوائل عمر کی تصنیف ''پنج رقعۂ ولایت'' غالب کی خدمت میں بغرض اصلاح بھیجی تو غالب نے آپ کو لکھا:

''آپ کا مہربانی نامہ آیا۔اوراق ''پنج رقعہ'' نظر فروز ہوئے۔خوشامد فقیر کا شیوہ نہیں،نگارش تمہاری پنج رقعۂ سابق کی تحریر سے لفظاً ومعناً بڑھ کر ہے، اُس میں یہ معانیٔ نازک اورالفاظ آبدار کہاں؟ موجِد سے مقلد بہتر نکلا،یعنی تم نے خوب لکھا۔ع۔نقاش نقش ثانی بہتر کشد زِاوّل۔

نجات کا طالب،غالب''۔

(غالب کے خطوط،جلد چہارم،ص:۱۴۴۵)

آپ کی تصنیفات میں عین الولایت،مخزن الولایت والجمال،سوانح اسلاف، تعلیم المخلصین،اعجاز التواریخ، بیان التواریخ،قصیدہ مرآۃ الصنائع،مثنوی فتح مبین، دیوان ولایتؔ (فارسی)، دیوان عزیزؔ (فارسی)وغیرہ آپ کی نثر نگاری ،شعر گوئی، تاریخ گوئی،عقائداوراسلامیات پر تبحر علمی کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔

سماع کے شائق تھے،محفل میں خوب روتے اوررقص بھی کرتے،آپ کے پیر بھائی اور ماموں حضرت عین اللہ شاہ عرف خلیل میاں قدس سرہ آپ کا ساتھ دیتے۔خلیل میاں قدس سرہٗ کی وفات(۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے بعد محفل میں بہت کم شریک ہوتے۔

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گوشہ نشینی ،قناعت اورتوکل میں گزاردیا۔اگر

کوئی کچھ نذر کرتا تو اس کو غریب اور مستحق کے حوالہ کر دیتے۔ آپ نے دس حضرات کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

۱۳؍محرم الحرام ۱۳۴۷ھ مطابق ۳؍جولائی ۱۹۲۸ء بروز دوشنبہ صفی پور میں آپ کا وصال ہوا اور اپنے پیرومرشد کے آستانے میں مشرقی دروازے کے پاس مدفون ہوئے۔

آپ کا فارسی اور اردو کلام آج بھی ہند و پاک کے قوال بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور صاحبانِ ذوق کیف ومستی میں سرشار نظر آتے ہیں۔

بطور نمونہ آپ کا کچھ منظوم کلام درج کیا جاتا ہے:

(۱)

إِنَّنِي عبدٌ ذليلٌ يا نبيَّ الهاشمي　　أنت محبوبٌ جميلٌ يا نبيَّ الهاشمي

آه مِن نفسٍ وَ مِن أعمالِها يا مصطفیٰ　　فَاشْفِنی إني عليلٌ يا نبي الهاشمي

كيف يأتي مِثلُک بدرٌ منيرٌ في الوجود　　إنَّ هذا مُستَحِيلٌ يا نبي الهاشمي

ليس في قلبي بِتَصمِيمٍ و إيمانٍ سواک　　قِصَّتي فصلٌ طويلٌ يا نبي الهاشمي

قد مَضَی الأَیّامُ فَاشْفَعْ للعَزِيزِ المُفتقِر
عُمرُه الفَانِي قليلٌ يا نبي الهاشمي

(۲)

دو عالم بکاکل گرفتار داری　　بہر موٴ ہزاراں سیہ کار داری

ز سرتا بہ پا رحمتی یا محمد ﷺ　　نظر جانبِ ہر گنہگار داری

جمالِ درخشندہ، برقِ تجلی　　لبِ نوش داروئے بیمار داری

ادائے تو بے زخم درخوں تپاند　　کہ نادیدہ عشاق بسیار داری

عزیزؔ! اللہ اللہ کہ از کفرِ عشقش
نہاں در تہِ خرقہ زنّار داری

(۳)

قَدْ ظَهَرَ المُصْطَفٰی صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه　　جَاءَ نَبِیُّ الوَرَی صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه
عارضِ او دل رُبا، کاکلِ او جاں فزا　　گفت ثنایش خدا صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه
عَلَّمَنَا بِالصَّفَا، أَیَّدَنَا بِالْوَفَا　　نَوَّرَنَا بِالهُدَی صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه
شاہدِ افلاکیاں، پاک تر از خاکیاں　　پیش رَوِ انبیا صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه
بر ہمہ احسانِ او، در ہمہ برہانِ او　　خاکِ رہش جانِ ما صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه
از اثرش سینہ ہا، معدنِ گنجینہ ہا　　صاف چوں آئینہ ہا صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه
بندۂ عشقم **عزیز**، گرچہ نہ دارم تمیز　　وِردِ مَن است ایں دعا صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْه

(۴)

مجھے عشق نے یہ سبق دیا کہ نہ ہجر ہے، نہ وصال ہے
اسی ذات کا میں ظہور ہوں، یہ جمال اسی کا جمال ہے
وہی صورت اور وہی آئینہ، یہ خیال دل سے جو جائے نہ
تو وہ روٗ بروٗ ہے ہر آئینہ، یہی شان، شانِ کمال ہے
ازل و ابد ہے وہ آپ ہی، کوئی اور اس کے سوا نہیں
وہی آپ لَیْسَ کَمِثْلِه، وہی آپ اپنی مثال ہے
مری بندگی ہے تو بس یہی، کہ کروں میں اپنی ہی بندگی
یہی ذکر ہے، یہی فکر ہے، یہی حال ہے، یہی قال ہے
میں فدائے خادمِ پاک ہوں، درِ بارگاہ کی خاک ہوں
وہ سما کے مجھ میں یہ کہتے ہیں، کہ **عزیز**! غیر، محال ہے

(۵)

مصحفِ پاک ہے کونین میں حجت تیری
حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری

کُنتُ کَنزاً سے ہویدا ہے حقیقت تیری
نورِ بے کیف کا آئینہ ہے صورت تیری
حشر میں ہوگی تری شانِ معظم ظاہر
پیشتر جائے گی فردوس میں امت تیری
جس نے دیکھا تجھے اللہ کو پہچان لیا
سرِّ توحید کی مثبت ہے رسالت تیری
جان دیتے ہیں تری راہ میں مرنے والے
فرض ہے مذہبِ عشاق میں سنت تیری
نورِ حق کیوں نہ سما جائے ترے دل میں عزیزؔ
کیسے محبوب پر آئی ہے طبیعت تیری

(۲)

سب کو دل سے بھلا دیا تم نے — شاہ خادم یہ کیا کیا تم نے
وہ جمالِ جمیل دکھلا کر — کھول دی شانِ کبریا تم نے
لطف سے، شوق سے، محبت سے — کن اداؤں سے دل لیا تم نے
صفحۂ دل پہ تھا خدا کا نام — لکھ دیا اس پہ حاشیہ تم نے
کھینچ کر میرے دل کو اپنی طرف — دے دیا ذوقِ بے ریا تم نے
جس کو چاہا بنا دیا فوراً — محرمِ سرِّ اولیا تم نے
خاکِ در ہو کے میں عزیزؔ ہوا — کر دیا مجھ کو کیمیا تم نے

○○○

مشائخ خانقاہ صفویہ کا اعتقادی، فقہی اور صوفی مسلک

اعتقادی مسلک

حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ کے مرید اور آپ کے خلیفہ کے خلیفہ، عظیم محقق حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''سبع سنابل'' میں عقائد و معاملات اور مسلمات کو نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر کر دیا ہے، جس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ سلسلۂ صفویہ کا عقیدہ رفض و خروج سے الگ، وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت و جماعت کا چلا آ رہا ہے اور آج بھی یہی عقیدہ ہے۔ جیسا کہ زمانۂ قریب کے مشہور عالم و صوفی حضرت محمد عزیز اللہ شاہ قدس سرہ کی کتاب ''عقائد العزیز'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

فقہی مسلک

صفی پور کے مشائخ، فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد رہے ہیں مگر تقلید محضیت سے الگ رہے۔ صوفیہ بعض فروعی مسائل میں خود اجتہاد کرتے ہیں یا باطنی اشارات پر عمل کرتے ہیں۔

چوں کہ صوفی حکیم ہوتا ہے، مقاصد شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے، ضرورت وحاجت کے تحت یا کشف و الہام کے سبب بعض مسائل میں وہ اپنی منفرد راہ بھی اپنا سکتا ہے۔ اس کے باوجود یہ حضرات اپنے آپ کو مقلد ہی شمار کرتے ہیں۔ مذہب حنفی کی

تقلید میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ اس قدر پختہ تھے کہ اپنے مریدین کو اس وقت تک خلافت واجازت سے سرفراز نہ فرماتے جب تک کہ وہ فقہ حنفی کی مایۂ ناز کتاب ہدایہ مکمل ختم نہ کر لیتا۔

صوفی مسلک

اس سلسلے کے مشائخ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔مگر یہاں کے مشائخ بالعموم سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت لیا کرتے ہیں۔مگر اوراد و وظائف اور اشغال و اعمال کی بات کریں تو ان مشائخ کے یہاں تمام سلاسل کی تعلیمات عام رہیں، اگرچہ سہروردی اوراد و وظائف کا غلبہ رہا۔اسی طرح بطور خاص اس سلسلے کے مشائخ میں بے خودی، خودسپردگی، محبت، والہانہ پن، سماع، وجد اور رقص و کیف کے احوال انتہائی درجے میں پائے جاتے ہیں۔

○○○

حرف اختتام

خانقاہ صفی پور شریف، شمالی ہند میں سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کا سب سے بڑا دعوتی و روحانی مرکز ہے۔ شمال کی شاید ہی کوئی خانقاہ ہوگی جہاں براہ راست یا بالواسطہ صفی پور شریف کے توسط سے چشتی نظامی فیضان نہ پہنچا ہوگا۔

حضرت مخدوم شاہ مینا اور حضرت شیخ سعد خیر آبادی کے بعد حضرت مخدوم شاہ صفی نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے، ان کا نتیجہ یہ ہے کہ ''صفی سعد مینا، مینا سعد صفی'' کا وردعرفا و عاملین کے یہاں ایک مجرب تریاق کے طور پر معروف و مشہور ہے۔

بہر کیف! خانقاہ صفی پور اور اس کے خلفا و فیض یافتگان نے اشاعت دین، فروغ روحانیت اور خدمت خلق کے حوالے سے جو کام کیے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے یہ حصہ صرف انہیں کے لیے مقدر کر رکھا تھا۔ اس کے باوجود یہ بات حیرت انگیز ہے کہ موجودہ عہد میں اس تعلق سے کوئی باضابطہ علمی کام نہیں ہوا۔ عمومی صورت حال یہ ہے کہ لوگ نہ صرف خانقاہ صفی پور کی ہمہ گیر اور وسیع دائرۂ خدمات سے ناواقف ہیں، بلکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں صفی پور کی فیض یافتہ شخصیات اور شاخوں کا تو علم ہے مگر انہیں اس بات کا علم نہیں کہ مذکورہ شخصیات اور مراکز کے کارنامے صفوی نظامی فیضان کا نتیجہ ہیں۔

خانقاہ صفی پور کی تاریخ اور خدمات کے حوالے سے یہ مختصر مگر جامع تحریر صفوی

نظامی خدمات کا ایک معمولی اعتراف ہے۔یقین ہے کہ تاریخ تصوف سے دل چسپی رکھنے والے افراد اس سے خوب مستفید ہوں گےاور اس مختصر کتاب سے انہیں اس سلسلے کی ہمہ گیر خدمات کا بخوبی اندازہ ہوگا۔ بہت ممکن ہے کہ یہی کتاب کسی محقق کے لیے سلسلۂ صفویہ کی تاریخ اور خدمات پر مفصل اور جامع تحقیقی کتاب لکھنے کے لیے محرک ثابت ہو۔اس کے بعد ہی اس موضوع کا حق ادا ہو پائے گااور مشائخ صفویہ کی خدمات کا صحیح معنوں میں اعتراف ہو سکے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سلسلے کا یہ نقش اول ہے جو مرشدی حضور داعی اسلام عارف باللہ شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی ادام اللہ ظلہ علینا کا فیضان نظر ہےاور بہت ممکن ہے کہ نقش ثانی بھی انہی کے مکتب کی کرامت ہو۔حضرت داعی اسلام سے ایسی توقع رکھنا کوئی قابل حیرت بھی نہیں؛ کیوں کہ قبلہ موصوف موجودہ عہد میں بڑی حکمت اور منصوبہ بندی کے ساتھ اشاعت اسلام اور احیائے تصوف میں مصروف ہیں۔ اللہ کریم انہیں عمر خضر عطا فرمائے اور ان کے روحانی وعرفانی فیضان سے امت مسلمہ کو مستفیض فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

○○○

ضمیمہ(۱)

قطب عالم صاحب سرقل ہواللہ شاہ عبدالغفور محمدی صفوی

سلسلۂ صفویہ کے گل سرسبد قدوۃ العارفین مخدوم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ (۱۲۲۱ھ-۱۲۸۷ھ) کے عظیم الشان خلفا میں قطب عالم شاہ قل ہواللہ محمدی معروف بہ قاضی عبدالغفور صفوی محبوب یزادانی قدس سرہٗ کا بھی اسم گرامی آتا ہے۔

آپ کے جد اعلیٰ قاضی عبداللطیف کاکوروی رحمہ اللہ بادشاہ اکبر کے فرمان سے قصبہ کاکوری کی سکونت ترک کر کے قصبہ ''منڈیاؤں'' کے عہدۂ قضا پر فائز ہوئے۔ قضا کا عہدہ نسلاً بعد نسلٍ آپ کے خاندان میں رہا۔

یہ خانوادہ خلیفۂ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔آپ کے والد ماجد قاضی غلام حضرت بن قاضی غلام غوث رحمہا اللہ فقرانواز، ذی علم اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔حضرت شاہ نعیم زماں قدس سرہٗ سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت تھے۔

ولادت باسعادت

حضرت قطب عالم کی ولادت سے پہلے آپ کے والدین کی کئی اولاد بچپن ہی میں فوت ہوئیں، ایک روز ایک مجذوب بزرگ ''منڈیاؤں'' میں وارد ہوئے اور آپ کے والد بزرگوار کے دولت کدہ پر قیام پذیر ہوئے۔انھوں نے دورانِ قیام آپ کے والد ماجد سے فرمایا کہ اب تک جس قدر اولاد فوت ہوئیں ان کا غم نہ کریں۔اب اللہ

تعالیٰ آپ کو ایسی اولاد عطا فرمانے والا ہے جو نہ صرف آپ کے خاندان بلکہ ایک عالم کو روشن کرے گا۔

چنانچہ اس پیشین گوئی کے تھوڑے عرصے بعد ۱۲۳۵ھ/ ۲۰-۱۸۱۹ء میں آپ اس خاکدان گیتی میں تشریف لائے۔ ولادت کے وقت ہی سے انوار سعادت نمایاں تھے اور پیشانی نورِولات سے منور تھی، عہدِ طفولیت میں ہی مردانِ خدا آپ کے روشن مستقبل اور اعلیٰ مقام و مرتبے پر فائز ہونے کی بشارت دیتے۔

ابتدائی حالات و تعلیم

شرفا کی رسم کے مطابق ابتدائی تعلیم گھر میں شروع ہوئی اور پھر مولوی اعظم علی رحمہ اللہ ساکن کرسی (بارہ بنکی) جو منڈیاؤں میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دے رہے تھے، کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ والدین کی اطاعت و فرماں برداری کے بچپن ہی سے پابند ہو گئے اور کھیل کود و دیگر لغویات سے مکمل احتراز کیا۔ لایعنی کاموں میں اپنے اوقات ہرگز ضائع نہ کرتے۔ یہ چیزیں زندگی بھر آپ کی طبیعت کا جُزر ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے دوستوں کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے، اور وہاں علومِ ظاہری کے حصول میں مشغول ہو گئے۔ لکھنو میں قیام کے دوران حضرت شاہ شمس الحق قدس سرہٗ (خلیفہ حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی قدس سرہٗ) لکھنو میں قیام پذیر تھے، ان کا طریقہ تھا کہ ہفتہ میں صرف ایک روز جمعرات کو عام لوگوں سے ملا جلا کرتے اور فیض یاب فرماتے۔ لیکن حضرت قطب عالم بلا قیدِ یوم و وقت جب بھی تشریف لے جاتے فوراً سیڑھی لگوا کر بالاخانہ پر طلب فرما لیتے۔

لکھنو میں حصولِ تعلیم کے دوران ہی آپ کے والد ماجد کی وفات ہو گئی۔ چوں کہ آپ گھر میں سب سے بڑے تھے اس لیے والد ماجد کے بعد امور خانہ داری کی ساری ذمہ داری آپ پر آ پڑی، لہٰذا سلسلۂ تعلیم منقطع ہو گیا۔ دورانِ تعلیم لکھنو میں ہی

آپ نے درس دینا بھی شروع فرما دیا تھا۔

بیعت

جیسا کہ ذکر ہوا کہ آپ کے والد ماجد درویش صفت بزرگ تھے۔آپ نے اپنے صاحبزادے کو یہ نصیحت فرمائی تھی:

''جس فقیر کی صحبت میں ما سوااللہ کا خیال سوخت ہو اور دل خود بخود اللہ اللہ کرنے لگے، وہ اللہ والا ہے، انھیں کو ولی اللہ کہا جاتا ہے،انھیں کی صحبت، اطاعت اور محبت سے اللہ تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔''

والد بزرگوار کی یہ نصیحت آپ کے قلب پر ایسی نقش ہوئی کہ ہمہ وقت یہی دھیان رہنے لگا اور خدا طلبی کا جذبہ دن بدن بڑھتا رہا۔جس فقیر کو دیکھتے اس کی خدمت میں مؤدب حاضر ہوتے اور خیال فرماتے کہ والد ماجد کی بتائی بات پیدا ہوئی کہ نہیں۔

۱۲٦۰ھ میں آپ کسی ضرورت سے قصبہ رسول آباد (بارہ بنکی) تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بزرگ حضرت شاہ نیاز حسین بانگرموی قدس سرہٗ کا ذکر سنا تو اُن کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ان کی خدمت میں خدا طلبی کا جذبہ اور بڑھ گیا، چنانچہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ایک روز انھوں نے فرمایا کہ قاضی صاحب میں صفی پور شریف اپنے پیرومرشد (حضرت مخدومنا ومولانا شاہ خادم صفی محمدی) کی خدمت میں حاضری کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ہر ماہ گیارہویں شب کو آپ فاتحہ ومحفل کا انعقاد فرماتے ہیں جس میں برادرانِ طریقت حاضر ہوتے اور فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

قدوۃ الکاملین مخدوم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہ کا اسم گرامی سن کر آپ کو بھی ملنے کا اشتیاق ہوا،اور شاہ صاحب موصوف کے ہمراہ چلنے کا قصد ظاہر فرمایا۔شاہ صاحب موصوف نے برضا ورغبت قبول فرمالیا۔

چنانچہ حسب وعدہ آپ ان کے ساتھ صفی پور شریف کے لیے سواری ہونے کے

باوجود پاپیادہ روانہ ہوئے اوران سے فرمایا کہ اولیاءاللہ کی خدمت میں سر کے بل جانا چاہیے۔وہاں پہنچ کرحضرت قدوۃ العارفین مخدوم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ کے جمال جہاں آرا سے دیدہ ودل کوشاد کام کیااور پہلی مجلس ہی میں بیعت کی درخواست کر دی جوشرف قبولیت سے مشرف ہوئی۔دوروز قیام فرما کرضروری تعلیمات حاصل کی ،پھر مرشد کی اجازت سے وطن واپس تشریف لے گئے اور ہمیشہ کے لیے پیرو مرشد کی تعلیم وتلقین کے مطابق مشغولیت اختیار کی۔

ہر ماہ گیارہویں میں پیادہ پا پیرومرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور اکتساب فیض فرماتے۔ایک حاضری کے موقع پر پیرومرشد نے آپ سے ارشادفرمایا:

”قاضی صاحب!اب آپ کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اورسنت ادا کرنی چاہیے۔خاندان میں جوبزرگ ہوں ان سے کہیے کہ آپ کونکاح کاحکم دیا گیاہے۔“

چنانچہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کی وساطت سے جناب خلیل الرحمن رحمہ اللہ رئیس کسمنڈی،لکھنوکی دختر نیک اختر سے ۱۲۷۱ھ میں آپ کا عقدمسنون ہوگیا۔

کچھ عرصے بعد پیر ومرشد نے آپ کو اپنی خدمت میں رکھ کر خاص تعلیمات ارشادفرمائیں اورحقائق ومعارف کی عقدہ کشائی فرمائی۔بزرگوں کی تصنیفات خاص طور سے حضرت مولانا شاہ نیازاحمد بریلوی قدس سرہٗ کے دیوان کا درس دیا۔

بالآخر ۲۰ رمحرم الحرام ۱۲۷۸ھ (جولائی ۱۸۶۱ء) کوخلافت واجازت سے نوازا،اورتاج مبارک،مصلی اورتسبیح عطافرما کرمقام ارشاد پرفائزفرمایا۔

خلافت کے بعدآپ نے مکمل ترک دنیا کردیا۔لکھنوکا قیام ترک فرما کراپنے وطن منڈیاؤں (ضلع لکھنو) کی ایک قدیمی مسجد میں متوکل ہوکر قیام کیا۔خاندانی جائداد بھائیوں میں تقسیم فرمادی اورخودمتوکلانہ گوشہ نشین ہوکرشب وروز یادِالٰہی میں لگ گئے۔

کچھ عرصے بعد پیرومرشد نے رشد وہدایت کی خاطر بارہ بنکی میں آپ کا قیام

مقرر فرمایا۔ بارہ بنکی کے محلہ رسول پور میں ایک غیر آباد مسجد میں آپ نے قیام فرمایا، جو بعد میں ''مسجد قل ہو اللہ شاہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ آپ نے اس غیر معروف جگہ سے رشد و ہدایت کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا جو سنہرے حروف میں ذکر کرنے کے قابل ہے۔ اہل خانہ سے لے کر گھر کے تمام افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ برادران، صاحبزادگان اور دیگر عزیز و اقارب سب کامل و مکمل ہوئے۔

تعلیمات وارشادات

ذیل میں چند ارشاد بغرض استفادہ نقل کیے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ''تذکرۃ الاصفیا'' (حصہ دوم) مؤلفہ محترم درویش نجف علیمی رحمہ اللہ (۱۳۴۹-۱۴۳۱ھ/ ۱۹۳۰-۲۰۱۰ء) کی طرف رجوع کریں:

✷ ذمائم (بری عادتوں) کو ترک کرو اور حمائد (اچھی عادتوں) کو اختیار کرو۔

✷ اپنے اوقات کو فضولیات میں ضائع نہ کرنا چاہیے۔ ہر وہ فکر و عمل فضول ہے جس کا آخرت میں کوئی فائدہ متصور نہ ہو۔ وقت ایک انمول سرمایہ ہے اسے خرچ کر کے آخرت کی زادِ راہ جمع کرنی چاہیے۔

✷ اللہ تعالیٰ اپنی معرفت و عبادت کے سوا کچھ نہ پوچھے گا۔ پھر ایسے کام سے غافل رہنا جس کے جواب دہی کرنی ہے کہاں کی عقلمندی ہے؟

✷ پیر و مرشد کو جو کچھ کرتے دیکھے اس کو اختیار نہ کرے بلکہ جو حکم ہو اُس پر عمل کرے۔

✷ جو لوگ محفل سماع میں اہل وجد کے اٹھنے بیٹھنے پر اُن کی موافقت کرتے ہیں وہ صالحین میں شمار ہوتے ہیں۔

✷ باطنی مشغولی کو سب پر مقدم رکھنا چاہیے اس میں ایسی محویت ہو کہ سب کچھ فراموش ہو جائے۔

✷ جن لوگوں کو نصیحت تلخ (کڑوی) معلوم ہوتی ہے ان کی زندگی تلخ ہو جاتی

ہےاورغم واندوہ سےنجات نہیں ملتی۔

خلفا

آپ نے تقریباً ۵۰ ؍سے زائد نفوس قدسیہ کی مکمل تعلیم وتربیت فرما کر خلافت واجازت کی نعمت عطا فرمائی۔ چند مشہور حضرات کے اسما یہاں درج ہیں:

۱۔ حضرت مخدوم شاہ مشہود صفی محمدی عرف شاہ عبدالصمد قدس سرہٗ (خلف اکبر و جانشین اول)

۲۔ حضرت مخدوم شاہ محراب صفی محمدی عرف شاہ عبدالشکور قدس سرہٗ (خلف اوسط وجانشین دوم)

۳۔ حضرت مخدوم شاہ شمشاد صفی محمدی عرف شاہ غلام صفی قدس سرہٗ (خلف اصغر)

۴۔ حضرت سلطان العارفین شاہ عارف صفی محمدی قدس سرہٗ (سید سراواں، الٰہ آباد)

۵۔ حضرت مخدوم شاہ محمد صفی عرف پیر سید عبیداللہ بغدادی قدس سرہٗ (اولاد غوث اعظم قدس سرہٗ، کلکتہ)

۶۔ حضرت مخدوم شاہ ذوالفقار صفی قدس سرہٗ (چاٹگام، بنگلہ دیش)

۷۔ حضرت شاہ موجود صفی محمدی قدس اللہ سرہٗ (کرسی، بارہ بنکی)

وفات

عمر شریف قریب ۹۰ ؍سال کی ہوئی۔ کبر سنی کے سبب صحت خراب رہنے لگی، مریدین اور متوسلین کے اصرار پر بغرض علاج لکھنو تشریف لے گئے لیکن افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر اپنے مقام پر واپس تشریف لائے اور ۲۲ ؍جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ/ ۱۴؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ بارہ بنکی شریف کے محلہ رسول پور میں آپ کی مسجد سے متصل خانقاہ میں آخری آرام گاہ بنی۔

○○○

ضمیمہ (۲)

سلطان العارفین شاہ عارف صفی محمدی قدس سرہ

سلطان العارفین مخدوم شاہ عارف صفی محمدی قدس سرہٗ الہ آباد کے ایک قصبہ، سید سراواں کے مشہور و معروف زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء میں ہوئی۔ والد ماجد شیخ وارث علی (م: ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء) مشہور رؤسا میں سے تھے ۔ والدین کی پہلی اولاد ہونے کے سبب دادا دادی کے منظورِ نظر رہے۔ ناز و نعم میں پرورش ہوئی۔

آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے ۔ والدہ ماجدہ مخدومہ سیدہ عظیم النساء (م: ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء) سادات سے تھیں اور حضرت مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ کی اولاد سے تھیں۔

آپ فخر خاندان، فخر عصر اور علم و معرفت میں یکتائے روزگار ہوئے۔ آپ کے فضل و کمال کا اعتراف معاصرین و متأخرین سب کو تھا۔ مؤلف ''مرآت جلالی'' رقم طراز ہیں:

''مخدوم حضرت امیر علی شاہ (سلطان العارفین شاہ عارف صفی محمدی) ساکن سید سراواں ضلع الہ آباد، شیخ عثمانی ہیں ۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ بہاؤ الدین سپہ سالار غزنی کے رہنے والے تھے، ہمراہ حضرت سید قطب الدین محمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے، بغرض جہاد ہندوستان تشریف لائے تھے، اور قلعۂ کڑا کو فتح

کیا تھا اور محی الدین پور چرواضلع الٰہ آباد میں قیام فرمایا۔ جملہ شیخ زادے سید سراواں آپ کی اولاد سے ہیں، جو اِس وقت صاحب اقتدار ہیں۔ حضرت امیر علی شاہ اسی خاندان میں تھے، معرفت میں یگانۂ روزگار ہوئے۔''

(ص:٦٦ طبع دوم، کراچی ۱۹۹۹ء)

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم گھر کے بزرگوں سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے اپنے گاؤں کے مقتدر علما مولانا سید ابومیاں صاحب اور مولانا منظور حسین رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے علوم ظاہری میں فراغت حاصل کی۔ عمر شریف اس وقت ۱۶ر سال کی تھی۔ آپ کا فارسی وار دو دیوان آپ کے اعلیٰ علمی ذوق کا بین ثبوت ہے۔

اخلاق وعادات

بچپن ہی سے آپ عمدہ اخلاق و عادات سے مزین تھے۔ ذہانت، سنجیدگی، اطاعت شعاری، غربا پروری، منکسر المزاجی اور رحم دلی آپ کا خاصہ تھا۔ والدین کی اطاعت اور اساتذہ کے ادب واحترام میں مثالی نمونہ تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں شفقت ورحم دلی کا یہ عالم تھا کہ ہم سبق طلبہ میں جو کمزور ہوتے اُن کو سبق یاد کراتے، سمجھاتے اور مشقی کاموں کی انجام دہی میں اُن کی مدد فرماتے۔ ہر شخص کی فلاح و بہبود ہمیشہ پیش نظر رہتی تھی۔ جو لوگ آپ سے بغض وحسد رکھتے اُن سے بھی خندہ روئی سے ملتے اور ضرورت پڑنے پر ہر طرح کی مدد فرماتے اور کبھی کسی کی دل آزاری گوارا نہ فرماتے۔

جذبۂ خدا طلبی وبیعت

تعلیم کے بعد والد ماجد نے زمینداری کے کاموں میں لگانا چاہا، لیکن آپ کی طبیعت سے یہ کام بالکل مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ رعایا اور زمینداروں کے مابین صورتِ حال دیکھ کر آپ کا دل موروثی زمینداری سے متنفر تھا، اس لیے ملازمت کی طرف آپ کی طبیعت مائل ہوئی، چنانچہ آپ محکمۂ پرمٹ سے ملحق ہو کر ضلع بارہ بنکی میں تعینات ہوئے۔

دینداری، خدا ترسی اور للّٰہیت کا وہ جذبہ جو قسام ازل نے آپ میں ودیعت فرمایا تھا، جوش زن ہوا۔ احکامِ شرع کے تو آپ اس وقت سے پابند تھے جب اس کے مکلف بھی نہ تھے۔ مرشد کامل کی طلب ہوئی، اسی دوران حضرت حاجی وارث علی شاہ قدس سرہٗ کا نام نامی سنا تو زیارت کے مشتاق ہوئے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر حال باطن بیان کیا اور بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے سر جھکایا اور کچھ دیر بعد فرمایا:

''مالک عنقریب آپ کو بلند مراتب پر فائز فرمانے والا ہے، البتہ آپ کا حصہ میرے پاس نہیں بلکہ حضرت قل ہو اللہ شاہ صاحب کے پاس ہے، آپ انھیں کی خدمت میں حاضر ہوں۔''

قطب عالم واقف سرّ قل ہو اللہ شاہ عبد الغفور محمدی صفوی قدس سرہٗ (۱۲۳۵ھ۔ ۱۳۲۴ھ) اسی شہر (بارہ بنکی) کے محلہ رسول پور میں جلوہ افروز تھے۔ آپ کے یہاں ہر ماہ گیارہویں شب کو فاتحہ اور محفل سماع منعقد ہوتی تھی جس میں آپ کے خلفا، مریدین و معتقدین حاضر ہوتے تھے۔

حضرت سلطان العارفین اسی ماہ کی گیارہویں کو اپنے اردلی جناب بہادر خاں کو ہمراہ لے کر حضرت قطب عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عشا کی نماز آپ کی اقتدا میں ادا کی اور بعد نماز عشا محفل میں شریک ہو گئے۔

سلطانِ خوباں، ہجومِ عاشقاں میں صدر نشین تھے اور عشاق، جمال روئے تاباں کی ضیا پاشیوں سے شاد کام ہو رہے تھے۔ اکتساب فیض کا یہ سلسلہ فجر تک چلا۔ فجر کی نماز حضرت قطب عالم قدس سرہٗ کی اقتدا میں پڑھ کر آپ اپنے مقام واپس تشریف لائے، لیکن بے قراری اور اضطراب نے بے چین کر دیا۔ آپ نے تازہ غسل کیا اور شیرینی ہمراہ لے کر پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ فرائض منصبی مکمل کر کے آپ ہمیشہ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہونے لگے

اور تعلیم و تلقین حاصل کرنے لگے۔

اجازت وخلافت

پیر و مرشد کی تعلیمات کے مطابق مجاہدات بھی شروع فرمادیے، کچھ عرصے بعد ملازمت سے استعفیٰ بھی دے دیا اور اب کامل یکسوئی سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگئے۔

بالآخر سلوک کی تکمیل فرما کر حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ نے ۱۱/ رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۱ء کو اجازت وخلافت عطا فرمایا اور ''شاہ عارف صفی'' کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اس وقت عمر شریف صرف ۲۰/سال کی تھی۔

اجودھیا میں استقامت

پیر و مرشد نے آپ کو اجودھیا کی مسجد میں متوکلاً علی اللہ استقامت گزیں ہونے کا حکم فرمایا، چنانچہ آپ بارہ بنکی سے براہِ راست وہاں منتقل ہوگئے اور وہاں قیام فرما کر ریاضت و مجاہدے میں مشغول ہوگئے۔

والدین کریمین اور گھر کے دیگر افراد کو آپ کی فرقت و جدائی نہایت گراں گزر رہی تھی، بالخصوص والدہ ماجدہ، جن کے آپ منظورِ نظر تھے، وہ آپ کی جدائی کے صدمے سے پریشان اور مضمحل ہوتی جارہی تھیں۔ چنانچہ آپ کے نانا نے آپ کی والدہ ماجدہ کو ہمراہ لے کر حضرت قطب عالم کی بارگاہ میں حاضری دی اور آپ کی والدہ کی صورتِ حال بیان کی۔

وطن واپسی

حضرت قطب عالم نے آپ کو اجودھیا سے واپس بلایا اور وطن ہی میں قیام فرمانے کا حکم فرمایا۔ حضرت قطب عالم نے جو اَبھی الہ آباد تشریف نہیں لائے تھے، آپ سے فرمایا:

''بہتر ہے کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ وطن جائیے اور بجائے مکان میں قیام کرنے کے سید سرانواں گاؤں کے باہر حضرت سید محمد حقانی قدس اللہ سرہٗ کے

مزار مبارک کے پاس جھوپڑی ڈال کر قیام کیجیے اور روزانہ ایک مرتبہ والدہ ماجدہ کی زیارت کے لیے مکان جایا کیجیے۔''

آپ پیر و مرشد کے حسب حکم واپس تشریف لائے اور سید محمد حقانی قدس سرہٗ (متوفی مابین ۷۷۵۔۷۸۶ھ، خلیفہ وخویش حضرت مخدوم سید شعبان الملۃ جھونسوی قدس سرہٗ) کے مزار مقدس کے قریب اِملی کے درخت کے سایے میں ایک کٹیا بنوائی اور اسی میں قیام پذیر ہو گئے۔ (جس مقام پر آپ نے جھوپڑی بنوا کر قیام فرمایا تھا اسی جگہ بعد میں ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کر دی گئی تھی، اِمتداد زمانہ کے سبب کافی خام ہو گئی تھی، گرنے کا خوف تھا، اس لیے اُسے شہید کر دیا گیا۔ اب از سرِ نو تعمیر کا ارادہ ہے۔)

آپ نے اسی جھوپڑی میں قیام فرمایا اور صرف ذکر و فکر سے کام رکھا۔ روزانہ ایک مرتبہ والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کے لیے مکان تشریف لے جاتے تھے۔

رجوع خلق وفیض رسانی

جس مقام پر سب سے پہلے سید محمد حقانی سبزاواری قدس سرہٗ نے شمع ہدایت روشن فرمائی تھی، اسی مقام پر ایک طویل عرصے کے بعد سلطان العارفین شاہ عارف صفی محمدی قدس اللہ روحہٗ سے دوبارہ ہدایت و معرفت، علم و آگہی اور امن و امان کا سر چشمہ جاری ہوا۔ خلق خدا جوق در جوق آ آ کر اِس سر چشمۂ حیات سے سیرابی حاصل کرنے لگی۔ مختصر سی مدت میں ہزاروں ہزار لوگ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ سلطان العارفین نے سنہ ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء میں خانقاہ قائم فرمائی تھی اور صرف بیس سال کی مختصر مدت میں وہ کار ہائے نمایاں انجام دیے جو عموماً مدت دراز میں بھی لوگوں کو نصیب نہیں ہوتے۔ **ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَاءُ۔**

پیر و مرشد کی بارگاہ میں مقبولیت

اس راہ میں شیخ و مربی یا پیر و مرشد کی بڑی اہمیت ہے۔ اکابرِ طریقت نے فرمایا

ہے کہ مرید کو اپنے مرشد کے ہاتھوں میں ایسا ہونا چاہیے جیسے مردہ بدست زندہ (کَالمَیِّتِ بِیَدِ الغَسَّالِ)۔

حضرت پیرومرشد کی بارگاہ میں آپ کی فنائیت وخودسپردگی کے بہت سے واقعات ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ پیرومرشد کا مقام آپ کی نظر میں کیسا تھا۔ کسی مرید سے اگر اس کا پیر ایسا راضی ہو کہ اس کے لیے ’من تو شدم تو من شدی‘ اور یَدُہٗ کَیَدِیْ کا مژدہ سنادے تو اُس مرید کے علو مرتبت وعظمت کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ آپ کے حق میں حضرت قطب عالم نے متعدد مرتبہ اِس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ’’جو کچھ عارف صفی کریں گے عین مرضی میری ہے۔‘‘

اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

’’عارف صفی کا ہاتھ عین میرا ہاتھ ہے (یَدُہٗ کَیَدِیْ)۔‘‘

مشائخ کی بارگاہ میں آپ کی مقبولیت ومحبوبیت کا اندازہ ذیل کے اِس ایک واقعے سے بھی بخوبی ہوتا ہے۔ حضرت قطب عالم قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ آپ کو اطلاع کرائی کہ فلاں تاریخ کو میں عرس کے موقع پر صفی پور شریف پہنچ رہا ہوں، آپ بھی وہاں آجاتے تو اچھا رہتا۔ حسبِ فرمائش مقررہ تاریخ پر آپ صفی پور شریف حاضر ہوئے۔ حضرت قطب عالم آپ کو ہمراہ لے کر اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم عالم شاہ خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت قطب عالم تو اندرون روضہ تشریف لے گئے مگر آپ مؤدب دست بستہ باہر چوکھٹ پر کھڑے رہے۔ تھوڑے وقفے کے بعد حضرت قطب عالم روضہ شریف سے باہر تشریف لائے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

’’ماشاء اللہ، ماشاء اللہ! آپ کو سرکار سے لقب ’’لاہوتی‘‘ اور ’’محبوب الٰہی گیسو دراز‘‘ عطا ہوا۔‘‘ پھر برادران طریقت میں جن جن حضرات سے ملاقات ہوتی، سب سے فرماتے کہ ان سے ملیے، انھیں سرکار کی بارگاہ سے لقب ملا ہے۔

تصانیف

خلق کی فیض رسانی کی خاطر آپ سے نظم ونثر، اردو وفارسی میں چند تصنیفات بھی معرض وجود میں آئیں، جن کے اسما یہاں درج ہیں۔ چوں کہ تفصیل کا موقع نہیں، اس لیے ان کا تفصیلی تعارف قلم انداز کیا جا رہا ہے:

ا۔گنجینۂ اسرار (فارسی) ۲۔مرآۃ الاسرار (اردو) ۳۔مثنوی معرفت (فارسی)
۴۔دیوان فارسی ۵۔دیوان اردو ٦۔دیوان ہندی

خلفا

آپ نے دس سے زائد افراد کو خلافت واجازت سے نوازا، جن میں چند مشہور حضرات کے اسما یہاں درج ہیں:

(۱) حضرت مخدوم شاہ صفی اللہ محمدی عرف شاہ نیاز احمد صاحب قدس سرہٗ (خلف اکبر وجانشین اول)

(۲) شاہ ظہور اللہ محمدی عرف سید عبداللطیف قدس سرہٗ (۱۳٦۴ھ، پورخاص)

(۳) شاہ نعمت اللہ محمدی عرف مولانا سید محمد امین بخاری قدس سرہٗ (۱۳٦۰ھ، کلکتہ)

(۴) شاہ علیم اللہ محمدی عرف عبدالعلی قدس سرہٗ (۱۳۴۹ھ، نیم سرائے، الہ آباد)

(۵) شاہ نعیم اللہ محمدی عرف خان بہادر حافظ محی الدین قدس سرہٗ (لکھنؤ)

اولاد امجاد

آپ کے اخلاف میں دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

(۱) محتسب العارفین مخدوم شاہ صفی اللہ محمدی عرف شاہ نیاز احمد قدس سرہٗ

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸؍ رمضان ۱۳۰۵ھ مطابق ۹؍ جون ۱۸۸۸ء شنبہ کے روز ہوئی۔ حضرت سلطان العارفین کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے اور آپ کے مرید وخلیفہ اور جانشین ہوئے۔ سلسلے کے اکابرین نے آپ کو اَپنے

خانوادے کا ''شیرنر'' کہہ کر مخاطب کیا۔

۲۸؍شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۲؍اپریل ۱۹۵۵ء جمعہ کے روز وصال فرمایا۔ پسماندگان میں ایک صاحبزادی زوجہ جناب سید مجیب احمد صاحب مرحوم (مدفون کراچی) اور ۴؍صاحبزادے یادگار چھوڑے:

۱۔حضرت حکیم آفاق احمد صاحب رحمہ اللہ (۱۹۰۸-۲۰۰۱ء، خانقاہ عالیہ عارفیہ)

۲۔حضرت شاہ صابر حسین صاحب رحمہ اللہ (۱۹۱۷-۱۹۸۲ء، کراچی، پاکستان)

۳۔حضرت شاہ الہام صفی محمدی عرف امتیاز احمد عثمانی رحمہ اللہ (۱۹۲۸-۲۰۱۱ء، کراچی)

۴۔مخدومی انیس احمد عثمانی مدظلہ (پ: ۱۹۳۲ء، ساکن کراچی)۔

(۲) بقیۃ السلف حضرت مخدوم شاہ احمد صفی محمدی خادم محمد صفوی عرف شاہ ریاض احمد قدس سرہٗ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ سلطان العارفین قدس سرہٗ کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۶؍۷ سال کی تھی۔ والد ماجد سے شرف بیعت حاصل تھا اور اجازت وخلافت اپنے برادر گرامی سے تھی۔ اپنے اسلاف کی سیرت وصورت کے مکمل آئینہ دار تھے۔ اپنے بزرگوں کی روش سے بال برابر بھی تجاوز گوارا نہ تھا۔ برادر گرامی کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے اور خلق خدا کے لیے سامان ہدایت بنے۔

طویل مدت تک خلق خدا کو فیض یاب فرمانے کے بعد ۱۵؍محرام الحرام ۱۴۰۰ھ مطابق ۶؍دسمبر ۱۹۷۹ء پنجشنبہ کے روز دار باقی کی جانب کوچ فرمایا۔

آپ نے اپنے بھتیجے وخلیفہ مخدومی حکیم آفاق احمد صاحب رحمہ اللہ کے صاحب زادے مخدومنا ومولانا عارف باللہ شاہ احسان اللہ محمدی صفوی معروف بہ شیخ ابوسعید حفظہ اللہ ورعاہ (ولادت: ۵؍محرم ۱۳۷۷ھ/ ۲؍اگست ۱۹۵۷ء بروز جمعہ) کو ۱۸؍ ذوالقعدۃ ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۱؍اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اجازت وخلافت سے نوازا اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

تعلیمات

ذیل میں ہم حضور سلطان العارفین کے چند ارشادات کو افادۂ عام کی غرض سے

پیش کر رہے ہیں:

✷ اگر تمہارا اثر دوسروں پر نہ پڑے تو کم از کم دوسروں کا اثر تم پر تو نہ پڑے۔

✷ خرقۂ درویشی، اللہ کے شیروں کا لباس ہے۔ جو شخص اس لباس کو پہنے اس کو اللہ کا خوف کرنا چاہیے۔ ایک ٹکڑا روٹی کے لیے در بدر ہو کر اس (فقر و درویشی) کو ذلیل نہ کرانا چاہیے۔ اس کو پہن کر مرد خدا بننا چاہیے نہ کہ طالب دنیا۔

✷ والدین کی خدمت کو ترک کرنا، خدا کے قہر کا سبب ہوتا ہے۔

✷ دوسروں کی حاجت روائی کرے لیکن اپنی حاجت دوسروں کے سامنے پیش نہ کرے۔

✷ طریق عشق میں دلیل و برہان کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ حکم خدا اور رسول و مرشدین مجتہدین کافی ہوتا ہے۔

✷ کسی سے اپنی عزت کی خواہش نہ رکھے تا کہ دل پر نورِ الٰہی وارد ہو۔

وصال

سلطان العارفین قدس سرہٗ نے صرف ۴۱/۴۲ سال کی عمر پائی۔ عاشورۂ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ کے بعد سے سلسلۂ امراض شروع ہوا، اور طبیعت دن بہ دن مضمحل ہوتی گئی۔ وقتی افاقہ ہوتا لیکن مکمل آرام نہ ہوا۔ بالآخر ۱۸/ ذوالقعدۃ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۶/فروری ۱۹۰۳ء سہ شنبہ کے روز بوقت صبح صادق آپ واصل بحق ہوئے۔ آپ کا وصال آپ کے پیر و مرشد کی حیات ظاہری میں ہوا۔ جس وقت آپ نے پردہ فرمایا اس وقت حضرت قطب عالم نے فرمایا: ''آج میری کمر ٹوٹ گئی۔''

آپ کے حسب حکم آپ کے معالج، الہ آباد کے مشہور عالم وطبیب مولانا حکیم سید مسیح الدین قادری رحمہ اللہ (۱۳۴۳ھ) نے نماز جنازہ پڑھائی اور خانقاہ عالیہ عارفیہ میں مدفون ہوئے۔ (قَدَّسَ اللّٰہُ رُوْحَہٗ وَ أَوْصَلَ إِلَیْنَا فُتُوْحَہٗ)

○○○

مصادر ومراجع

۱ اخبارالاخیار (فارسی متن)،: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

۲ اکمل التواریخ، مولانا محمد یعقوب حسین ضیاءالقادری بدایونی، ترتیب جدید: اسیدالحق قادری بدایونی، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء

۳ الاحسان اردو، شمارہ -۳، شاہ صفی اکیڈمی، سید سراواں، الہ آباد ۲۰۱۲ء

۴ الاحسان اردو، شمارہ -۵، شاہ صفی اکیڈمی، سید سراواں، الہ آباد ۲۰۱۴ء

۵ بحر زخار، وجیہ الدین اشرف، تصحیح وتدوین: آذرمیدخت صفوی، مرکز تحقیقات فارسی دانشگاہ اسلامی علی گڑھ، ۲۰۱۲ء

۶ تحائف اشرفی، حضرت سید علی حسین اشرفی میاں، جامعہ اشرف کچھوچھہ ۲۰۰۴ء

۷ تحفۃ السعداء، خواجہ کمال، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۱۹۹۱ء

۸ تذکرۂ گلشن کرم، مولانا حافظ شاہ تقی انور علوی، کتب خانہ انوریہ، کاکوری ۱۹۸۵ء

۹ تذکرۃ الاصفیاء (اول)، درویش نجف علیمی، فائین آفسٹ پریس الہ آباد ۱۹۹۳ء

۱۰ تذکرۃ الاصفیاء (دوم)، درویش نجف علیمی اسرار کریمی پریس الہ آباد ۱۹۹۴ء

۱۱ تذکرۃ الاصفیاء (سوم)، درویش نجف علیمی، اسرار کریمی پریس الہ آباد ۱۹۹۵ء

۱۲ تذکرۃ المخدومین، مفتی سید نجم الحسن رضوی خیرآبادی

۱۳ تذکرہ علمائے ہند، مولوی رحمٰن علی ناروی، منشی نولکشور، لکھنؤ

۱۴ دیوان ولایت (فارسی)، شاہ محمد عزیز اللہ صفوی، ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ

۱۵ رودکوثر، شیخ محمد اکرام، ادبی دنیا، مٹیا محل، دہلی

۱۶ سبع سنابل، میر عبدالواحد بلگرامی، مکتبہ قادریہ، لاہور، ۱۹۸۲ء عکس طبع اول مطبع نظامی کان پور ۱۲۹۹ھ

۱۷ سجادِ سعد، سید ضیاء علوی، ۱۹۹۹ء

۱۸ سوانح اسلاف، شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری، ادبی پریس لکھنؤ ۱۳۴۶ھ

۱۹ سیر الاولیاء، شیخ محمد مبارک علوی کرمانی، درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء، نئی دلّی

۲۰ عقائد العزیز، شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری، راجہ رام کمار، لکھنؤ ۱۹۵۲ء/۱۳۷۱ھ

۲۱ عین الولایت، شاہ محمد عزیز اللہ صفی پوری، منشی نولکشور، لکھنؤ ۱۹۵۳ء

۲۲ غالب کے خطوط، مرتبہ خلیق انجم، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دلی ۱۹۹۳ء

۲۳ فوائد سعدیہ (فارسی) قاضی محمد ارتضا علی گوپاموی، نولکشور، لکھنؤ ۱۸۸۵ء

۲۴ فہرس الفہارس والاثبات، علامہ عبدالحی کتانی، دار الغرب الاسلامی، بیروت ۱۹۸۲ء

۲۵ گردش رنگ چمن، قرۃ العین حیدر، کاک آفسیٹ پرنٹرس، دہلی ۲۰۰۷ء

۲۶ مآثر الکرام، غلام علی آزاد بلگرامی، مطبع کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد ۱۸۸۵ء

۲۷ مجمع السلوک، شیخ سعد الدین خیرآبادی، مخطوطہ رضا لائبریری، رام پور

۲۸ مخزن الولایت والجمال، محمد عزیز اللہ شاہ، مترجم: محمد خصلت حسین صابری، پاک اکیڈمی، کراچی ۱۹۶۳ء/ ۱۳۸۲ھ

۲۹ منحۃ السراء، قاضی ارتضا علی صفوی گوپاموی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۷ء

۳۰ نزہۃ الخواطر، مولانا سید عبدالحی رائے بریلوی، دار ابن حزم، بیروت ۱۹۹۹ء

۳۱ نظامی بنسری، خواجہ حسن نظامی، درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء، دلّی ۲۰۰۹ء

۳۲ نغمۂ شفاعت، مرتبہ: محمد خصلت حسین صابری، ۱۹۴۸ء

○○○

Khanqah-e-Safawia

₹ 50/-

(Tareekh aur Khidmaat ka Ijmali Jaeza)

By: Mohd. Mojibur Rahman Alimi

خانقاہ صفی پور کی تاریخ اور خدمات کے حوالے سے یہ مختصر مگر جامع تحریر صفوی نظامی خدمات کا ایک معمولی اعتراف ہے۔ یقین ہے کہ تاریخ تصوف سے دل چسپی رکھنے والے افراد اس سے خوب مستفید ہوں گے اور اس مختصر کتاب سے انہیں اس سلسلے کی ہمہ گیر خدمات کا بخوبی اندازہ ہوگا۔ بہت ممکن ہے کہ یہی کتاب کسی محقق کے لیے سلسلۂ صفویہ کی تاریخ اور خدمات پر مفصل اور جامع تحقیقی کتاب لکھنے کے لیے محرک ثابت ہو۔ اس کے بعد ہی اس موضوع کا حق ادا ہو پائے گا اور مشائخ صفویہ کی خدمات کا صحیح معنوں میں اعتراف ہو سکے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سلسلے کا یہ نقش اول ہے جو مرشدی حضور داعی اسلام عارف باللہ شیخ ابوسعید شاہ احسان اللہ محمدی صفوی ادام اللہ ظلہ علینا کا فیضان نظر ہے اور بہت ممکن ہے کہ نقش ثانی بھی انہی کے مکتب کی کرامت ہو۔ حضرت داعی اسلام سے ایسی توقع رکھنا کوئی قابل حیرت بھی نہیں؛ کیوں کہ قبلہ موصوف موجودہ عہد میں بڑی حکمت اور منصوبہ بندی کے ساتھ اشاعت اسلام اور احیائے تصوف میں مصروف ہیں۔ اللہ کریم انہیں عمر خضر عطا فرمائے اور ان کے روحانی و عرفانی فیضان سے امت مسلمہ کو مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

SHAH SAFI ACADEMY
Saiyed Sarawan, Kaushambi, Allahabad (U.P.) 212213
E-mail : shahsafiacademy@gmail.com
Mob.: 9312922953, 7752976664